قیمت: ۴۰ روپے

پاکستان کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا خواتین کا مقبول ترین ہفت روزہ

خواتین کا اسلام

1084

بدھ 10 شعبان 1445ھ مطابق 21 فروری 2024

خوف

اعلانِ جنگ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

القرآن

پیروی نفس

اے داؤد (علیہ السلام) ہم نے تم کو زمین میں بادشاہ بنایا ہے، تم لوگوں میں انصاف کے فیصلے کیا کرو! اور خواہش کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمھیں اللہ کے رستے سے بھٹکا دے گی، جو لوگ اللہ کے رستے سے بھٹکتے ہیں اُن کے لیے سخت عذاب تیار ہے کہ انھوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا۔

(سورۂ ص، آیت 26)

الحدیث

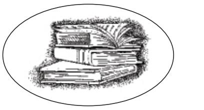

پیروی نفس کا زمانہ

حضرت ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب دیکھو کہ بخل عام ہو گیا ہے اور خواہشِ نفس کی پیروی کی جارہی ہے، دنیا کو آخرت پر ترجیح دی جارہی ہے اور ہر شخص اپنی رائے پر خوش ہے تو پھر اپنی اصلاح کی فکر کرو اور لوگوں کے معاملات میں نہ پڑو۔ پس یہ دین پر استقامت کے مشکل ترین ایام ہوں گے، دین پر عمل کرنا ہاتھ میں آگ کا انگارہ لینے کے مترادف ہوگا۔'' (ترمذی)

ماہر غذائیت حفصہ شکیل۔ اسلام آباد

سر درد اور عمومی صحت!

سر درد کی شکایت ہر دوسرے بندے کو ہے۔ کسی کو مکمل سر درد ہے تو کسی کو آدھے سر کا۔ کسی کو دن میں ہوتا ہے تو کسی کو رات میں زیادہ۔ کسی کو سردی سے ہوتا ہے تو کسی کو گرمی سے۔

جس طرح ہر ایک کی قسم مختلف ہے اسی طرح اس کی وجوہات بھی، مگر کچھ مشترکہ اقدامات ایسے ہیں جن کی وجہ سے سب کو کہیں نہ کہیں فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

اگر سر درد عام نوعیت کا ہے اور کوئی اور سنجیدہ مسئلہ نہیں ہے تو سب سے بڑی وجہ جس کی بدولت اکثریت سر درد کی شکایت کرتی ہے وہ ''پانی کی کمی'' اور ساتھ ''حرکت میں کمی'' ہے۔

کس طرح......؟

وہ اس طرح کہ ہمارے دماغ کے خلیات کو آکسیجن چاہیے ہوتی ہے جو ہمیں پانی اور ہوا سے ملتی ہے۔ جب ہم پانی کم پیتے ہیں تو خلیوں کو صحیح طرح آکسیجن نہیں پہنچ پاتی۔ اگر ورزش بھی نہ ہونے کے برابر ہو تو پھر واضح کمی واقع ہو جاتی ہے جو سر کے درد کا باعث بنتی ہے، لہٰذا اچھی مقدار میں پانی کا استعمال کرنا اور اپنے آپ کو حرکت میں رکھنے سے دماغ کی آکسیجن سپلائی بہتر ہوتی ہے، سر درد کی شکایت کم ہونے لگتی ہے اور آہستہ آہستہ ختم ہو جاتی ہے۔

دوسری اہم وجہ غیر صحت مندانہ طرزِ زندگی ہے جس میں ہمارا کھانا پینا، سونا جاگنا سب آ جاتا ہے۔ دراصل ہمارے جسم کا ایک قدرتی ردھم ہوتا ہے جسے (biological rythem) کہتے ہیں۔ جب ہم کسی خاص معمول کو فالو کرتے رہتے ہیں تو جسم کا وہی ردھم وہی بن جاتا ہے۔ اب اگر یہ فطرت سے ہٹ کر بن جائے یا ہر دوسرے دن بدلتا رہے تو بدن کا نظام شدید ڈسٹرب ہو جاتا ہے جس کے اکثر نتائج ہر وقت کے سر درد کی صورت میں نکلتے ہیں۔

اسی طرح جو ہم کھاتے ہیں وہ بھی بہت اہم ہے۔ جتنا قدرتی اور صحت مند خوراک لیں گے، اتنا ہی ہمارے جسمانی نظام ٹھیک کام کریں گے۔

تیسری عام وجہ ہر وقت کا بے وجہ کا بوجھ اٹھائے پھرنا ہے۔ بیکار اندیشوں، خدشات اور فکروں کو، پریشانی اور ذہنی دباؤ کو، افسردگی، پژمردگی اور نامعلوم سے خوف کو ہمہ وقت شعوری اور لاشعوری طور پر ذہن پر سوار رکھنا ہماری صحت کے لیے بہت خطرناک ہے۔

سردیوں میں عموماً ٹھنڈی اور خشک ہوا لگنے سے بھی سر کا درد بڑھ جاتا ہے یا ماحول کے ایک دم گرم سرد ہونے سے بھی ہو جاتا ہے۔ جبکہ گرمیوں میں اندر اور باہر دونوں کی گرمی سر درد کی وجہ بنتی ہے۔

یہ وہ عام بنیادی وجوہات ہیں جو سر درد کا باعث بنتی ہیں۔ اُن کے علاوہ بھی کئی خاص وجوہات ہو سکتی ہیں جو ہر انسان کے اپنے جسمانی و روحانی نظام پر منحصر ہیں۔ اگر کوئی شخص مذکورہ وجوہ میں سے کسی ایک یا سب کا شکار ہے تو ان کو صحیح کرنے کی کوشش کرنے سے ان شاءاللہ تعالیٰ سر درد سے مکمل چھٹکارا حاصل ہوگا۔

عمومی صحت کے متعلق چند ہدایات:

پانی زیادہ سے زیادہ پییں۔ اپنی خوراک اچھی اور قدرتی رکھیں تیار شدہ، پراسس، جنک فوڈز، بیکری کی چیزیں اور مصنوعی شوگر سے بھرے ڈرنکس وغیرہ سے جتنا ہو سکے بچیں۔ کیفین یعنی چائے کافی کا استعمال بھی ایک حد تک کریں۔ اپنے سونے جاگنے کے معمول کو بہتر بنائیں۔ ذہنی سکون کے لیے کچھ دیر مراقبہ اور یوگا کی ورزشیں بھی کر سکتے ہیں۔ ان کے علاوہ ایروبک ورزش کو بھی اپنے روزانہ کے معمول کا لازم حصہ بنائیں۔ باقاعدہ ورزش کے علاوہ بھی اپنے آپ کو متحرک رکھیں۔ نہار منہ ایک گلاس ہلکا نیم گرم پانی پینے کی عادت بنائیں۔ ہو سکے تو ساتھ ایک کھجور بھی لے لیں۔ کوئی ایک قسم کے بیج اور ڈرائی فروٹ اپنے کھانے کے معمول میں ضرور شامل رکھیں اور وقتاً فوقتاً انہیں بدلتے رہیں۔ کھانے میں سلاد کا اہتمام بھی ضرور کریں۔ کسی بھی قسم کے قہوے کو اپنے دن کا لازمی جزو بنا لیں۔ کھانے کے فوراً بعد دیر تک بیٹھے رہنے سے گریز کریں۔ کوشش کریں کہ رات کا کھانا سونے سے دو گھنٹے قبل کھا لیں۔ نشاستہ کم لیں اور جو لیں وہ قدرتی غذاؤں سے حاصل شدہ صحت مند نشاستہ ہو۔ لحمیات والی غذائیں زیادہ لیں۔ دودھ اور دودھ سے بنی ہوئی چیزوں میں سے کچھ نہ کچھ خوراک میں شامل رکھیں خصوصاً دہی کا استعمال ضرور کریں۔ اچھی صحت مند چکنائی ضرور لیں مثلاً خشک میوہ جات، صحت مند تیل مثلاً زیتون، کوکونٹ آئل وغیرہ، دیسی گھی اور مکھن بھی بہت اچھی چکنائی ہے۔ کوئی بھی ایک پھل روزانہ کی بنیاد پر خوراک میں شامل رکھیں۔

سب سے بڑی بات؛ کھانے کو شکر گزاری کے احساس کے ساتھ کھائیں۔ سنت کے مطابق یعنی بھوک لگے تبھی کھائیں اور کچھ بھوک رکھ کر کھائیں گے تو بہت سارے صحت کے مسائل سے چھٹکارا پا لیں گے۔ اچھا سوچیں، اچھے گمان رکھیں۔ معاف کرنے کی عادت اپنائیں۔ دوسروں کے معاملات سے دور رہیں۔ نیٹ پر دیکھے گئے ہر ٹوٹکے کی پیروی مت کریں۔ ان شاءاللہ تعالیٰ ایک اچھی صحت مندانہ زندگی جئیں گے۔

تعلق میں گرم جوشی اصل ہے!

آئینہ گفتار

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

آج اگرچہ اکیس فروری ہے لیکن ابھی تک ملک کے شمالی علاقوں میں شدید سردی کی لہر موجود ہے۔

بچے ہی نہیں اکثر بڑے بھی یہ سمجھتے ہیں کہ سردیاں اس لیے پڑتی ہیں کہ ہماری زمین اپنے محور و مرکز سے، اپنے آفتاب سے دور ہوجاتی ہے جبکہ گرمیوں میں اِس کے برعکس ہوتا ہے کہ زمین کی آفتاب سے قربت بڑھ جاتی ہے۔

مگر یہ بات بالکل غلط ہے۔

اِس نہایت مشہور غلط فہمی کا اندازہ اِس بات سے لگائیے کہ عام خیال کے بالکل برعکس پچھلے ماہ جنوری کی تین تاریخ کو ہماری زمین اپنے سورج سے سب سے زیادہ قریب تھی۔

اُس دن کہ جب ہم اہلِ کراچی کو چھوڑ کر آپ سب اہلِ وطن کپکپاتے نہ تھکتے تھے۔

اسے سائنس میں ایک مشکل سا نام دیا جاتا ہے: (Perihelion)۔

اچھا اُس کے برعکس پانچ جولائی وہ دن ہے جب ہماری زمین سورج سے باقی سال کی بنسبت سب سے دور ہوتی ہے اور جسے (Apehlion) کہا جاتا ہے!

اُس دن کہ جب ہم اہلِ کراچی کے علاوہ آپ سب ہیٹ اسٹروک کی دہائی دیتے گویا انگارے چبا رہے ہوتے ہیں۔

یہ گپ نہیں، ثابت شدہ حقیقت ہے۔ آپ چاہیں تو یہ دونوں الفاظ لکھ کر ابھی تحقیق کر لیجیے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر سردی اور گرمی کیوں پڑتی ہے؟

تفصیل کے لیے تو بچوں کا اسلام شمارہ ۱۱۱۴ پڑھیے، مختصر جواب یہ ہے کہ زمین پر سردی، گرمی، بہار، خزاں تمام موسموں کا تعلق زمین کے سورج سے کم زیادہ فاصلے پر منحصر نہیں، بلکہ زمین پر درجۂ حرارت دراصل زمین کے جھکاؤ، نیز فضا میں موجود گرین ہاؤس گیسوں کی سورج کی روشنی کو جذب کرنے پر منحصر ہوتا ہے۔ زمین چونکہ اپنے محور پر (23.5) ڈگری تک جھکی ہوئی ہے تو اس کی وجہ سے زمین کے شمالی کرے پر جنوری سے مارچ تک جھکاؤ کم ہوتا ہے اور یہاں اِن مہینوں میں سورج کی روشنی کم مدت تک پڑتی ہے، تبھی ان علاقوں میں سردیوں میں دن چھوٹے اور راتیں لمبی ہوتی ہیں جبکہ اس کے بعد متواتر زمین کے اس کرے کا جھکاؤ سورج کی طرف بڑھتا جاتا ہے اور موسم اپریل مئی تک گرم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اُس وقت دن لمبے اور راتیں چھوٹی ہوتی جاتی ہیں۔

خیر آج مقصود آپ کو سائنس پڑھانا ہرگز نہیں ہے، مقصد اس آئینہ گفتار سے کچھ اور ہے۔

دراصل ہم نے جب پہلی بار یہ پڑھا تو بہت حیرت ہوئی۔ بے ساختہ خیال گزرا کہ تعلق اور نزدیکیوں کی جتنی بھی اقسام ہیں: بدنی قربت، وصال، خونی قرابت، سنگتیں اور دوستیاں، ان سبھی میں گرم جوشی اصل ہے۔

ہمیں کسی اپنے کی بظاہر کتنی ہی قربت نصیب ہو لیکن بیچ میں سرد مہری کی دیوار کھڑی ہوجائے تو محبت کی حرارت ختم ہو کر تعلق جنوری بن جاتا ہے، سرد، خشک اور بوجھل سا!

جبکہ اُس کے برعکس کسی سے بظاہر کوئی خونی رشتہ بھی نہ ہو، بدنی دوری اور فاصلہ بھی بہت ہو لیکن باہم محبت کا شعلہ روشن ہو تو طویل فاصلہ بھی تعلق کی گرم جوشی کو کم نہیں ہونے دیتا، جولائی جیسا گرم تر بندھن ایک دوسرے کو جوڑے رکھتا ہے۔

اچھا مگر یہ الٹی باتیں ہم شمال والوں ہی کا نصیب ہیں۔ ویسے بھی شمال الٹی یعنی بائیں سمت کو بھی کہتے ہیں۔ شاید تبھی ہمارے ہاں ماورائی داستانوں کا رواج زیادہ ہے، کیونکہ زمین کے جنوبی کرے میں تو ترتیب بالکل ٹھیک ہے۔

جی ہاں! شمالی اور جنوبی کروں پر موسموں کی ترتیب الٹ ہوتی ہے۔ چونکہ زمین کروی ہے تو اُس کا ایک رخ جب سورج کی طرف زیادہ جھکا ہوتا ہے تو اسی وقت دوسرا رخ کم۔ یہی وجہ ہے کہ زمین کے جنوب میں واقع ممالک یعنی آسٹریلیا، جنوبی افریقا اور نیوزی لینڈ وغیرہ میں اپریل سے ستمبر تک سردی اور اکتوبر سے مارچ تک گرمی پڑتی ہے۔

یعنی تین جنوری کو جب سورج زمین کے نزدیک ہوتا ہے تو وہاں سال کا گرم ترین دن اور پانچ جولائی سال کا سرد ترین دن ہی ہوتا ہے۔ ہاں البتہ جہاں تک تعلق کی سائنس کی بات ہے تو وہ جو ہم نے اوپر بات کی ہے، وہ آفاقی ہے۔ سو اپنے تعلقات کو کبھی بھی سرد مہری کی نذر نہ ہونے دیجیے۔ گرم جوشی برقرار رکھیے۔ مخلوق کے ساتھ بھی اور خالق کے ساتھ تو بدرجہ اولیٰ۔

والسلام
مدیر مسئول
محمد فیصل شہزاد

مدیر اعلیٰ: مفتی فیصل احمد | مدیر: انجینئر مولانا محمد افضل احمد خان | مدیر مسئول: محمد فیصل شہزاد
"خواتین کا اسلام" دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فون: 021 36609983 ای میل: fayshah7@yahoo.com
انٹرنیٹ: www.dailyislam.pk سالانہ زرتعاون: اندرون ملک 2000 روپے، بیرون ملک ایک میگزین 25000 روپے، دو میگزین 28000 روپے

ادارہ روزنامہ اسلام کی تحریری اجازت کے بغیر خواتین کا اسلام کی کوئی تحریر کہیں شائع نہیں کی جاسکتی۔ بصورت دیگر ادارہ قانونی چارہ جوئی کرنے کا حق رکھتا ہے۔

قانتہ رابعہ

”خوف“

عائشہ عمر کی کچی اور نا سمجھ سہی لیکن اردگرد رونما ہونے والے واقعات، سہیلیوں کے گھریلو معاملات نے اسے اتنا ضرور سمجھا دیا تھا کہ بیوی مرجائے تو خاوند دوسری بیوی گھر میں لاتے ہوئے یہ بھی نہیں دیکھتا کہ ابھی صف لپیٹنے کی نوبت نہیں آئی۔

اور بات صرف دوسری بیوی کی نہیں اُن درد بھرے قصے کہانیوں کی تھی جو سوتیلی ماں کے گھر میں آنے سے جنم لیتے ہیں۔ پڑوس کے وزیر صاحب کی دوسری بیوی نے گھر میں پہلا قدم بعد میں رکھا، ان کے بچوں کو باپ سے دور کرنے کی منصوبہ بندی پہلے مکمل کرلی تھی۔

اسی طرح اس کی اکلوتی سہیلی زوبیہ کی ماں ایک حادثے میں مری تو دوسری ماں نے باپ کو بچوں سے متنفر کرانے میں دیر نہ کی۔ سب سے اذیت ناک پہلو یہ ہوتا ہے کہ باپ کے سامنے بچوں سے محبت اور اپنائیت کے مظاہرے ہوتے ہیں اس کی عدم موجودگی میں ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں۔ اِس لیے جب عائشہ کی ماں پندرہ دن کے بچے کو چھوڑ کر مٹی کی چادر اوڑھ کر قبر میں جالیٹی تو زمانے نے حیرت انگیز منظر دیکھا۔ تیرہ سالہ عائشہ ماں کا جنازہ اٹھنے سے قبل ہی تینتیس سالہ عائشہ کا روپ دھار چکی تھی۔ نرم ونازک ہاتھوں سے آٹا گوندھتی، سالن روٹی بناتی، چھ فٹے ابا کے کپڑے دھوتی، استری کرتی وہ سوچتی کہ پڑھائی مقدر میں ہوئی تو ضرور کرلے گی، فی الحال تو گھر داری کروں تاکہ اس بات کو بہانہ بنا کر ابا دوسری بیوی نہ لے آئیں۔ کچھ اس پر ترس کھاتے کچھ رشک کرتے۔ رات کو وہ چھوٹے بھائی کو دیکھنے نانی کے ہاں جاتی تو قدم من من بھر کے ہو رہے ہوتے۔ قدم رکھتی کہیں تھی پڑتا کہیں تھا۔ ہر کام ابا کی فرمائش سے پہلے مکمل ہوتا۔ واقعی آزمائش میں پڑنے پر ہی پتا چلتا ہے کہ خام لوہا ہے یا کندن!

عائشہ تو کندن تھی کندن......! ننھے منے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے سارے کام انجام دیتی۔ سر پر پڑی تو ہر کام سیکھ لیا۔ بٹن ٹانکنا، ساگ پکانا سب۔ کب بچپن گزرا کب جوانی آئی پتا ہی نہ چلا۔

کچھ یہ بھی تھا کہ ماں جب تک زندہ رہی، اپنی سوتیلی ماں کے دکھ درد اور اس کے اذیت ناک کردار کی جزئیات سے آگاہ کرتی رہی۔ اس کی ماں صابرہ شاکرہ عورت تھی، بقول اس کے اس کے منہ سے نوالہ چھین کر سوتیلے بھائی کے منہ میں ڈال دیا جاتا۔ سارے گھر کی صفائی کروائی جاتی اور سوتیلی ماں کے تشدد کا نشانہ بھی بنتی، ایسے میں صبر ہی جائے پناہ رہ جاتا ہے۔ احتجاج کرے تو بھلا کس سے؟ آنسو پونچھنے والی ماں تو قبر میں جا سوئی تھی۔

ماں کی زندگی کو سامنے رکھ کر عائشہ نے گھر داری کی ذمے داری اپنے سر لے لی کہ باپ کے پاس دوسری بیوی لانے کا جواز نہ رہے۔ جب چھوٹا بھائی پاؤں پاؤں چلنے لگا تو سوتیلی نانی بھی چل بسی۔ اب وہ اپنے بھائی کو ماں بن کر پال رہی تھی!!!

لوگ باگ انگلیاں منہ میں دبا لیتے کہ ارے کس طرح چھوٹے بہن بھائیوں کو سنبھال رہی ہے......!!!

عائشہ تعریف وتنقید سب سے بے نیاز تھی۔ اسے تو جس کام کے لیے پیدا کیا گیا تھا وہی کر رہی تھی اور بس! اس کے احساسات، جذبات سب ذمے داریوں کے بوجھ تلے دب گئے تھے۔ چھوٹی بشریٰ نے بھی جلد ہی قد کاٹھ نکال لیا اور عائشہ سے بڑی نظر آنے لگی۔ کچھ ذمے داریاں بشریٰ نے اپنے ذمے لے لیں۔ اسکول جانے سے پہلے آٹا گوندھ جاتی، آ کے برتن دھو لیتی۔

اُدھر ابا بیوی کے صدمے سے گونگے بن گئے تھے یا دوسری بیوی نہ لا سکنے کی وجہ سے، بہرحال عائشہ نے ان کا بہت خیال رکھا۔ ایسا تو مرحومہ کی زندگی میں بھی ان کا چاؤ لاڈ نہ اٹھایا گیا تھا۔ عائشہ جوتے پالش کر کے ابا کے پاؤں میں پہناتی، اسکول جاتے تو دروازے تک بیگ چھوڑنے جاتی۔ اکثر امتحانات کے دوران انھیں کھڑے ہو کر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کی ڈیوٹی دینا ہوتی۔ وہ ان دنوں سونے سے پہلے ابا کے پاؤں دبانا نہ بھولتی۔ ابا نے نہانا ہوتا تو گرم پانی کی بالٹی میں چٹکی بھر نمک ڈال دیتی۔

بشریٰ ابھی درجہ نہم میں تھی، جب ابا کے دوست نے اپنے بڑے بیٹے کا رشتہ بھیجا۔ ایک لمحے کے لیے تو ابا بھی چکرا گئے۔ عائشہ کو رخصت کرنے کا حوصلہ کہاں سے لائیں گے؟ اس لمحے ابا نے بھی تسلیم کیا کہ روئے زمین پر ایسی بیٹیاں اللہ ہر کسی کو نہیں دیتا۔ عائشہ کو اپنے سے جدا کر کے باقی کیا رہ جائے گا......؟

صفر......مائنس......ختم شد......!

پھر ابا نے اللہ میاں سے توبہ استغفار کیا۔ آنسو پونچھے اور رشتہ لانے والوں کو آنے کی دعوت دے دی۔ رات سونے سے پہلے وہ ابا کو دار چینی کی چائے دینے آئی تو ابا نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور اس کی طرف غور سے دیکھا۔

روبوٹ......مشینی وجود......کام، کام اور بس کام کے لیے دنیا میں آنے والی۔

نادر صدیقی

ہماری مائیں!

خلوص و مہر و وفا سے مہکی ہوئی قبائیں ہماری مائیں
وہ جن کے در پر فرشتگاں کے سلام آئیں ہماری مائیں

نیاز مندی سے اپنے آقا کے ناز اٹھائیں ہماری مائیں
جو ہر ادا سے رسولِ اکرمؐ کے دل کو بھائیں ہماری مائیں

وہ جن سے سیکھا ہے عاطفت کا سبق جہاں بھر کی مامتا نے
وہ جن پہ کرتی ہیں ناز دنیا کی ساری مائیں ہماری مائیں

خدا نے پاکیزگی کی چادر سے اُن کو محجوب کردیا ہے
خدا نے اپنی حبیب ہستیؐ کا ان کو محبوب کردیا ہے

☆☆☆

''ابا سر پر مالش کر دوں؟'' ابا کے پاؤں دباتے ہوئے عائشہ نے پوچھا۔
''نہیں بھئی......!'' پہلی دفعہ ابا کچھ جھینپے۔
شاید ان کے تصور کی نگاہ نے ساتھ کھڑے داماد کو دیکھ لیا تھا۔
''کل کچھ مہمان آ رہے ہیں۔'' ابا نے بالآخر کہا۔
''ٹھیک ہے ابا چاول، سالن، میٹھا بنا لوں گی۔'' اس نے حسبِ توقع جواب دیا۔
''کچھ خاص مہمان ہیں۔'' ابا کو سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیسے وضاحت کریں۔
''ٹھیک ہے، میں بشریٰ کو اسکول چھوڑنے جاؤں گی تو گوشت لیتی آؤں گی، کباب بن جائیں گے ساتھ۔'' اس نے ابا کو تسلی دی۔
''نہیں۔'' ابا کچھ ہکلائے ''تمھارے لیے کچھ مہمان آ رہے ہیں۔''
''میرے لیے؟!'' عائشہ نا سمجھی سے بولی۔
''ہاں......رشتہ لے کر......میرے دوست کا بیٹا ہے۔''
صدیوں کا سفر ابا نے اس فقرے میں طے کیا۔
عائشہ آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی:
''میرے لیے کیوں ابا؟ بشریٰ کے لیے، میں چلی جاؤں گی تو گھر کون سنبھالے گا؟''
''لیکن بشریٰ ابھی چھوٹی ہے۔'' ابا کو جواب ہی نہ سوجھا تو بولے۔
''چھوٹی نہیں ہے سترہویں سال میں ہے، آپ اس کا رشتہ کر دیں۔''
قطعیت سے عائشہ نے کہا۔
''اور تم......ساری زندگی ایسی رہو گی؟''
ابا نے شرع میں شرم نہیں کو مدنظر رکھتے ہوئے پوچھا۔
''ہاں، کم از کم اس وقت تک جب تک ارسلان کا رشتہ نہیں ہو جاتا۔''
یہ کہہ کر وہ رکی نہیں چھپاک سے کمرے سے باہر نکل گئی۔
ابا تو مراقبے میں چلے گئے کہ اس صورت حال میں کیا کرنا چاہیے......!
اگلے دن اٹھے، نماز کے لیے مسجد گئے، واپس آئے تو گھر کی صفائی ستھرائی مکمل تھی۔ پائنچے اوپر چڑھائے، پائپ ہاتھ میں لیے وہ گیٹ دھو رہی تھی۔
سہ پہر کے وقت دو خواتین اور تین مرد آئے اور عائشہ کے سر پر رکھ کر مٹھائی ابا کے حوالے کی۔
''ہمیں آپ کی بیٹی بہت پسند آئی ہے۔''
عائشہ کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا ایک جا رہا تھا۔
''میں......میں اپنی بہن کے لیے رشتہ طے کرنے کی خواہش مند ہوں، آپ سمجھیں میں نے اسے ماں بن کر پالا ہے۔''
جھجکتے ہوئے عائشہ نے بڑے ادب سے بڑی بات کہہ دی تھی۔
''اس کے لیے بھی رشتہ موجود ہے اسی لیے تو ہم آئے ہیں کہ آپ دونوں بہنیں ایک ہی

شادی میں دینے کے لیے ایک قیمتی تحفہ
دُلہا دُلہن نیک ہوں گے تو ایک بھی ہوں گے اِن شاءَاللّٰہُ تعالیٰ
نیکی کی طرف مائل کرنے میں مددگار کُتب

تحفہ دُلہن
سادہ ایڈیشن 250/-
اعلیٰ ایڈیشن 500/-
تحفہ دُلہا
سادہ ایڈیشن 195/-
اعلیٰ ایڈیشن 360/-
خوشگوار زندگی کے سنہری اصول ✿ کامیاب بیوی کی 6 خوبیاں
سسرال میں خوش رہنے کی تدابیر ✿ ایک ماں کی 10 وصیتیں
تحفہ دُلہا
نیک بیوی کے لیے دعائیں ✿ پُرسکون زندگی بنانے میں مددگار
باہمی محبت اور جھگڑوں سے حفاظت کی تدابیر
آئیں! مل کر کتاب دوستی کو فروغ دیں اور اس پیغام کو عام کریں۔

مستند مجموعۂ وظائف
اب موبائل اپلی کیشن میں بھی دستیاب ہے۔
GET IT ON Google Play
بیتُ العِلم
کراچی فون: 021-32726509 ، موبائل: 0309-2228089
لاہور فون: 042-37112356
Visit us: www.mbi.com.pk maktabahbaitulilm

گھر میں ہوں گی تو میکے کی فکر بھی نہ رہے گی۔ ایک یہاں رہے دوسری وہاں، آپ چاہیں تو باری باندھ سکتی ہیں۔ کوئی روک ٹوک نہیں ہوگی یہاں آنے کی۔''

مدبر اور معزز بزرگ نے کہا تو ابا کے چہرے پر ایک دم چمک آگئی۔

''ارے یہ تو سوچا ہی نہ تھا۔ واقعی ایسا ہو جائے تو وہ دنیا سے سرخ رُو تو جا سکتے ہیں۔''

انھوں نے رسمی سے انداز میں سوچنے کے لیے مہلت مانگی، لیکن ان کا انگ انگ بتا رہا تھا کہ یہ دونوں رشتے انھیں دل وجان سے منظور ہیں۔

☆☆

بشریٰ اور عائشہ دونوں دلھنیں بن کر اسٹیج پر بیٹھی تھیں۔ ابا ہلکے پھلکے ہو کر ہر کام میں آگے آگے تھے۔ عائشہ نے پورا منصوبہ بنایا ہوا تھا کہ وہ پہلی بات ہی ابا کے ہاں رہنے کی کرے گی۔ کئی دفعہ اس نے فقرے بھی ذہن میں ترتیب دیے۔

''میں ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کے حقوق میں ذرہ بھر کوتاہی نہیں کروں گی بس ابا کی خدمت سے نہ روکیں۔'' یا پھر

''کیا آپ میرے ساتھ ابا کے گھر کو آباد رکھنے میں تعاون کریں گے۔'' وغیرہ وغیرہ

ابا نے بہت دعاؤں کے ساتھ دونوں کو رخصت کیا۔

''تم بالکل فکر نہ کرنا، ہم سب چار چھ دن یہیں رہیں گے۔'' پھوپھو جمیلہ اور شکیلہ نے کہا۔

سسرال قریبی قصبے میں تھا۔ بھرپور استقبال نے دونوں دلھنوں کو اندر تک مطمئن کر دیا۔ دونوں بہت خوب صورت لگ رہی تھیں۔ شکرانے کے نوافل دونوں دولھا نے رسمی طور پر اپنی دلھنوں کے دوپٹے بچھا کر ان پر ادا کیے۔

عائشہ اور بشریٰ دونوں ہی بڑی دلچسپی سے ساری کارروائی دیکھ رہی تھیں۔

''اے بہو! اس رسم کا مطلب سمجھتی ہو؟ اس کا مطلب ہے میری دلھن میں تمھارا تابعدار غلام......!''

مشترکہ قہقہہ گونجا۔ عائشہ، بشریٰ دونوں شرما گئیں۔

''سچ بتاؤں تو یہ سارے کا سارا ظہیر کا حوصلہ ہے، چار سال امریکا کیا رہ کر آیا کہنے لگا مشرقی، وفادار، بے لوث محبتی لڑکی چاہیے۔ ہاجرہ نے ایک سے ایک بڑھ کر لڑکی دکھائی مگر نہ جی نہ...... ایک ہی رٹ...... ایسی بیوی چاہیے جو ایثار اور قربانی کا پیکر ہو۔ رب کی شان دیکھو اللہ نے مراد پوری بھی کر دی۔''

حاضرین میں سے ایک خاتون با آواز بلند بول رہی تھیں۔

عائشہ کا دل دھک دھک کرنے لگا۔ اس نے لمحہ بھر کے لیے پلکیں اٹھائیں۔ ظہیر بھٹی، سول انجینئر، لمبے قد کاٹھ، مضبوط ڈیل ڈول اور بھرپور مردانہ وجاہت کا حامل تھا۔

بالآخر رات بھیگنے سے پہلے پہلے دونوں کو اُن کے کمروں میں پہنچا دیا گیا۔

بستر پر بیٹھتے ہی عائشہ نے ٹیک لگائی۔ ماں کی وفات کے بعد یہ اس کی زندگی کا پہلا دن تھا جس دن اس نے گھر کے کام کاج کو ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا لیکن پھر بھی وہ سر سے پاؤں تک تھکاوٹ کا شکار تھی۔ کچھ آرام ملا تو نظریں اٹھا کر اس نے کمرے میں چاروں طرف دیکھا۔ کشادہ اور جدید طرز تعمیر کا شاہکار کمرہ۔ فریج، اے سی، ایل سی ڈی، لیپ ٹاپ، دنیا کی ہر سہولت اسے ایک نظر میں پتا چل گئی۔ اوون، الیکٹرک کیٹل تو ابھی پیپکنگ میں ہی تھے۔ اس کے دل میں ظہیر بھٹی کے لیے محبتوں کا سمندر موجزن تھا۔ ان اشیاء میں ایک بھی جہیز کے نام پر نہیں لی گئی تھی۔ ابا نے اگرچہ خواہش ظاہر کی تھی کہ تھوڑا بہت جہیز تو ضروری ہے، مگر دولھا کے والد انوار بھٹی صاحب نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا تھا:

''نہ بھئی نہ، جس نے اپنی دو بیٹیاں، اپنے جگر کے ٹکڑے اتنی اچھی تربیت کر کے ہمارے حوالے کر دیے کہ پورا شہر ان کی شرافت اور سلیقے کی گواہی دیتا ہے، وہ اب دنیا کا مال دے کر ہماری چاہت آزمانا چاہتا ہے۔'' بانے پھر بھی رسمی اصرار کیا۔

''مگر زمانے کے حساب کتاب سے کچھ نہ کچھ بنانا تو پڑتا ہے۔''

''کمال کرتے ہیں، آپ نے بس ہاں کر دی، چوبیس گھنٹے کے اندر اندر شہر کے بہترین شوروم سے فرنیچر اُن کے کمروں میں پہنچا ہوا ہوگا۔ سیانے ایسے ہی تو نہیں کہتے تھے ''بیٹے کی بری ہاتھ پہ دھری'' اگر آپ کی بیٹیوں نے کسی چیز کی کمی کا رونا رویا تو میں ذمے دار ہوں گا۔''

اناور بھٹی نے قطعی لہجہ میں کہا۔

عائشہ حقیقت کی دنیا میں واپس آئی اور جھرجھری لی۔ محدود آمدنی والے ابا کو اگر کھڑے پاؤں دو بیٹیوں کا جہیز بنانا پڑ جاتا تو......؟''

اتنے میں مردانہ قدموں کی چاپ قریب سے سنائی دی۔

عائشہ سکڑ سمٹ کر بیٹھ گئی۔ اسے اپنی ہتھیلیوں پر پسینہ دکھائی دے رہا تھا اور دل کی دھڑکن بھی جیسے کانوں میں سنائی دے رہی تھی۔

دروازہ کھلا۔

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ! خوش آمدید، مرحبا۔''

ظہیر کی آواز بھی شکل وصورت کی طرح مسحور کن تھی۔

اس نے اس کے دائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں جگر جگر چمکتی ہیرے کی انگوٹھی پہنا دی اور پھر شناسائی کے سارے در، دھڑ دھڑ کرتے کھلتے چلے گئے۔

عائشہ جتنی کم گو اور محتاط رویے کی مالک تھی، ظہیر اتنا ہی بلاتکلف بولنے والا۔ بلاتکان رات کے باقی حصے میں اس نے ہر موضوع پر گفتگو کی۔

دلچسپ گفتگو، واقعات، امریکا کے دو ڈھائی سالہ قیام کے تجربات، مغرب اور مشرق کی عورت کی کہانیاں......!

بولا: مشرقی عورت تو ایثار، قربانی اور محبت کی دیوی ہے۔ تقدس اور حرمت کی مٹی سے گندھی۔ پھر اس نے مغربی عورت کے واقعات سنائے۔ غلاظت، بے حیائی اور بے وفائی کے قصے۔ آخر میں کچھ ٹھہر کے بولا:

''بے شک ساری مغربی عورتیں ایک جیسی ہوتی ہیں نہ ساری مشرقی عورتیں، ہر معاشرہ نیک اور بدلوگوں کا مجموعہ ہوتا ہے بس وہاں بے حیائی کا عنصر غالب ہے یہاں وفا کا، کیا تم اتفاق کرتی ہو؟''

اس نے اپنی نئی نویلی دلھن سے سوال کیا۔

عائشہ نے مسکرا کر اسے دیکھا اور اقرار میں سر ہلا دیا۔

''گڈ...... شاباش......!'' وہ بچوں کی طرح خوش ہوا۔ ''اسی لیے امی سے میں نے کہہ دیا تھا کہ بھلے دس سال اور انتظار کر لوں، مگر جس سے بھی شادی ہو وہ خلوص پیشہ، بے غرض چاہت کا پیکر، سلیقہ شعار اور محبتوں سے عبارت ہو۔

جاری ہے

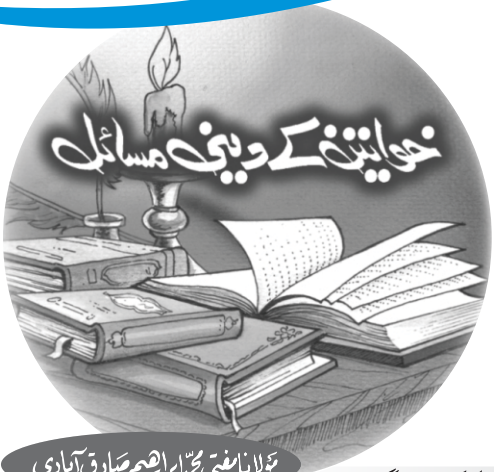

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

جنات کی گواہی اور دیگر احکام

سوال: (۱) ایک شخص پر جرم کا الزام عائد ہوا، وہ قطعی انکار کرتا ہے اور اس بات کی حلفیہ صفائی دیتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں اور مجھ پر جھوٹا الزام لگایا جا رہا ہے، لیکن ایک عامل صاحب کا دعویٰ ہے کہ یہی شخص مجرم ہے۔ اپنے دعوے کی دلیل میں وہ جنات کی شہادت پیش کرتے ہیں کہ مجھے جنات کے ذریعے اس بات کا علم ہوا کہ یہ شخص مجرم ہے۔ سوال یہ ہے کہ جنات کی گواہی شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟ اگر سچے مومن جن واقعی گواہی دیں کہ یہ مجرم ہے تو کیا ان کی گواہی رد کر دی جائے گی؟

(۲) اگر جنات کی گواہی ناقابل قبول ہے تو کس بنا پر؟ کیا جنات کے احکام انسانوں سے مختلف ہیں؟ اگر ایسا ہے تو جنات کے احکام کی تفصیل بھی بتا دی جائے۔

جواب: (۱) شرعاً یہ شخص مجرم نہیں اس لیے کہ ثبوتِ جرم کے لیے اقرار جرم یا شرعی شہادت کا پایا جانا ضروری ہے۔ یہاں دونوں باتیں مفقود ہیں۔ عامل کا دعویٰ غلط ہے۔ انسان کے خلاف جنات کی شہادت کا کوئی اعتبار نہیں، اس لیے کہ شاہد کے لیے شہود (موقع پر موجود ہونا) ضروری ہے۔ جنات ہماری نظروں سے اوجھل ایک غیر مرئی مخلوق ہے۔ اس کی موجودگی یا غیر موجودگی کا کیا پتا؟ پھر شاہد کے لیے ثقاہت وعدالت ضروری ہے۔ کسی جن کے متعلق کیا معلوم کہ یہ ثقہ وعادل ہے یا غیر ثقہ اور مجروح، بلکہ مومن ہے یا کافر ومشرک؟ غرض جنات کی شہادت کا شرعاً بلکہ عقلاً بھی کوئی اعتبار نہیں۔ گواہ کو عربی میں شاہد کہتے ہیں اور شاہد وہ ہوتا ہے جو سامنے موجود ہو۔ جنات قوم وہ ہے جو سامنے موجود نہیں ہوتی، ہم سے پوشیدہ اور چھپی ہوئی ہوتی ہے اس لیے ان کی شہادت معتبر نہیں۔

(۲) جن بھی انسان کی طرح اللہ تعالیٰ کی مخلوق، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت اور تمام احکام شرعیہ کی مخاطب ومکلف ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون** (۵۱/۵۶)

حدیث ہے: **کان النبی یبعث الی خاصة قومه وبعثت انا الی الجن والانس** (بیہقی)

جنات کا وجود نص قرآن سے ثابت اور ان کا انکار کفر ہے۔ جنات سے متعلق بہت سے احکام ہیں۔ تفصیل کا یہ موقع نہیں، اس کے لیے امام محمد بن عبداللہ شبلی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ کی آکام المرجان فی احکام الجان کا مطالعہ کیا جائے۔ خلاصہ یہ کہ (۱) جنات میں اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت رکھی ہے کہ جب چاہیں جیسی شکل وصورت چاہیں اختیار کر لیں، شکل انسان کی ہو یا حیوان کی، حیوانوں میں چرند، درند، پرند حتی کہ سانپ بچھو اور دیگر حشرات الارض کی شکل بھی اختیار کر سکتے ہیں۔

چونکہ جنات میں شر وشیطنت کا مادہ غالب ہوتا ہے اس لیے ان کی رہائش عموماً منکرات ومعاصی اور غلاظت ونجاست کی جگہوں میں ہوتی ہے، جیسے حمام، بیت الخلاء، کوڑا خانہ وغیرہ، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **ان هذه الحشوش محتضرة** (ان بیت الخلاؤں میں جنات آتے ہیں) نیز احادیث میں ان جگہوں پر نماز پڑھنے کی ممانعت آئی ہے۔

(۳) جنات کی خوراک میں ہڈیاں اور ان کے جانوروں کی خوراک میں مینگنیاں اور لید شامل ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے، جنات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توشہ مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **کل عظم یذکر اسم اللہ یقع فی ایدیکم اوفر ما کان لحما وکل بعرة او روثة علف لدوابکم** (ترمذی)

''ہر وہ ہڈی جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے وہ تمہارے ہاتھ آئے تو اس پر پہلے سے زیادہ گوشت آجائے گا اور ہر مینگنی یا لید تمہارے جانوروں کا چارہ ہے۔''

اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہڈی یا لید سے استنجا کرنے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا: **انه زاد اخوانکم من الجن** (مسلم)

''یہ تمہارے جنات بھائیوں کی خوراک ہے۔''

(۴) چونکہ جنات بھی انسانوں کی طرح نیک اعمال انجام دینے اور برے اعمال سے بچنے کے مکلف ہیں، اس لیے جمہور علماء کے نزدیک روزِ قیامت نیک اور صالح جنات مستحق اجر وثواب اور فساق وفجار جنات مستحق عذاب ٹھہریں گے۔

(۵) جنات انسان کے جسم میں داخل ہو سکتے ہیں (عوام جسے جن چڑھنا یا جن سوار ہونا کہتے ہیں یہ صحیح وممکن ہے)۔ چنانچہ ایک صحابیہ کی اس درخواست پر کہ ان کا بیٹا آسیب زدہ ہے اور روز اسے دو بار دورہ پڑتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریب لانے کا حکم فرمایا۔ قریب لا کر اس کے منہ میں لعاب مبارک ڈالا اور (جن سے مخاطب ہو کر) فرمایا: اخرج عدو اللہ! انا رسول اللہ (اللہ کے دشمن نکل جا، میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں)۔

یہ سن کر وہ فوری نکل گیا۔ (**المستدرک للحاکم ۲/۶۱۷**)

(۶) جن کی انسان سے روایت صحیح ہے، یعنی مسلمان جن کسی انسان سے جو حدیث یا فقہی مسئلے سنے وہ آگے دوسروں کے سامنے بیان کر سکتا ہے۔ استاذ کو جن شاگرد کی موجودگی کا علم ہو یا نہ ہو، اس کے برعکس انسان جن سے روایت کرے تو اس کا اعتبار نہیں، اس لیے کہ جن کی ثقاہت وعدالت کا ہمیں علم نہیں اور یہ صحت روایت کے لیے شرط ہے۔

(۷) جن وانس دو الگ الگ جنسیں ہیں، ان کے مابین رشتۂ نکاح جائز نہیں۔ لاتجوز المناکحة بین بنی آدم والجن۔

(۸) جن کسی عورت سے وطی کرے یا جنیہ کسی مرد سے وطی کرے تو جب تک انزال نہ ہو غسل فرض نہ ہوگا، خواہ وہ وطی کی لذت محسوس کریں۔

(۹) کوئی جنوں کو اپنے ساتھ ملا کر نماز ادا کرے تو درست ہے۔ اسے جماعت کا ثواب مل جائے گا۔

(۱۰) جن کا ذبیحہ حلال نہیں۔ (**الموسوعة الفقهية ۱۶/۹۰**)

☆☆☆

زوجہ عبدالوحید شہزاد

میرے رہبر میرے ہم راز

''ابو جی! اب میں کبھی انھیں معاف نہیں کروں گی، کبھی بھی نہیں۔ یہ جو مجھے انھوں نے کہا ہے ناں، ہمیشہ یاد رکھوں گی، موت کی آخری ہچکی تک، آپ دیکھنا کبھی نہیں بھولوں گی میں ان کے یہ الفاظ، کبھی بھی نہیں۔''

تیزی سے بہتے آنسوں کے ساتھ میں ابو جی کو اپنا وہ زخم دکھا رہی تھی جو میرے ایک بہت قریبی عزیز نے مجھے اپنی زبان سے لگایا تھا اور بہت گہرا لگا یا تھا۔

ابو جی حسب معمول خاموشی سے اور بہت توجہ سے میرا سارا درد سن رہے تھے بلکہ مجھے بولنے کا پورا موقع دے رہے تھے کہ جتنا غبار اُس کے دل میں بھرا ہوا ہے سب نکل جائے اور میں بھی حسب معمول بولتی جا رہی تھی اور بولتی ہی جا رہی تھی۔

جب میرے جذبات میں کچھ ٹھہراؤ آیا تو آخر میں ابو جی نے بس ایک بات کہی: ''بیٹا! بڑے سے بڑے زخم پر بھی اگر مرہم رکھ دیا جائے تو دیر سے ہی سہی لیکن بال آخر وہ مندمل ہو جاتا ہے لیکن کسی چھوٹے سے زخم کو بھی اگر روز ہی کھرچتے رہیں تو وہ زخم ہرا رہتا ہے اور بالآخر ناسور بن جاتا ہے۔ اب یہ فیصلہ ہمیں کرنا ہے بیٹا! کہ ہم زخم کو مندمل ہونے دیتے ہیں یا مسلسل کھرچ کر اپنی ہی زندگی عذاب بنا لیتے ہیں۔''

اور وہ جو موت کی آخری ہچکی تک کی عزم کیے بیٹھی تھی یکدم ہوش میں آ گئی۔ عقل، سمجھ اور شعور نے جیسے ایک دم سے کام کرنا شروع کر دیا۔

''یا اللہ! میں تو اپنا بڑا نقصان کرنے کا سوچے بیٹھی تھی۔''

☆......☆

''ابو جی! ہماری کلاس میں ایک لڑکی ہے، وہ قادیانی ہے۔ مجھے آج پتا چلا ہے۔ آج ہم نے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام والا سبق پڑھا تو وہ کہہ رہی تھی کہ حضرت عیسیٰ تو وفات پا گئے ہیں، اب قیامت کے قریب انھوں نے دوبارہ بالکل نہیں آنا، یہ ایسے ہی مشہور ہو گیا ہے، تو ابو جی! جو لوگ ایسے کہتے ہیں وہ قادیانی ہی ہوتے ہیں نا؟ آپ مجھے یہ سب تفصیل سے بتائیں، میں کل اسے بھی سمجھاؤں گی۔ آج تو موقع نہیں ملا اس سے بات کرنے کا۔''

میں اس وقت شاید آٹھویں جماعت میں تھی اور اس لڑکی کو قادیانیت سے تائب کروا کر مسلمان بنانے کا عزم مصمم کیے اب ابو جی کی طرف منتظر نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

اس وقت قادیانیت کے بارے میں میری معلومات صرف اتنی تھیں کہ یہ لوگ کافر ہوتے ہیں۔ ابو جی کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ کھل اٹھی۔

''بیٹا! ابھی آپ اس سے کوئی بات نہیں کریں گی۔''

''مگر ابو جی! یہ لوگ تو کافر نہیں ہوتے؟ تو کیا پھر اسے کافر ہی رہنے دیں؟''

میں سدا کی جذباتی تھی۔

''میرے خیال میں تو اسے سمجھانا چاہیے، شاید وہ مسلمان ہو جائے، کتنا ثواب ملے گا ناں؟'' میرا ذہن ایک ہی نکتے پر جما ہوا تھا۔

''بیٹا! چائے کے کپ میں آپ کو چینی حل کرنا ہو اور چمچ نہ تو کیا آپ بسکٹ ہی کو کپ میں ڈال کر زور زور سے ہلانے لگ جائیں گی تاکہ چینی حل ہو جائے؟ اس طرح چینی حل ہو گی یا بسکٹ خود ہی چائے میں گھل کر ختم ہو جائے گا!؟''

ان کے چہرے پر مدبرانہ مسکراہٹ تھی اور میرے چہرے پر کھسیانی سی۔

''چینی حل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ حل کرنے والی چیز خود مضبوط ہو، ورنہ وہ حل کرنے کی بجائے خود حل ہونے لگ جائے گا، کیا سمجھیں؟''

''اور میں لمحے کے ہزارویں حصے میں ہی وہ سب کچھ سمجھ گئی جو سمجھانے کے لیے اگر کوئی دلائل کے انبار بھی لگا دیتا تو شاید بلکہ یقیناً میں اپنی جذباتی طبیعت کی وجہ سے نہ سمجھ پاتی۔

☆......☆

نانی اماں کی پٹاری سے

☆ باریک کٹی ہوئی پیاز ٹھنڈے پانی میں میں ڈال کر رکھیں۔ کئی گھنٹوں تک خستہ رہے گی۔

☆ اگر آلو سلاد کے لیے استعمال کرنا ہوں تو آلو ابالتے وقت پانی میں تھوڑا سا سرکہ شامل کر لیں، اس طرح آلو اپنی ساخت برقرار رکھیں گے۔

☆ اگر گاجر ذرا مرجھا جائے تو ایک طرف سے کاٹ کر کسی برتن میں ٹھنڈا پانی ڈال کر گاجر کو کھڑا کر دیں، گاجر پانی جذب کر لے گی اور تازہ ہو جائے گی۔

☆ کپڑوں پر عطر کا دھبا دور کرنے کے لیے اسے ٹاٹری سے مل کر نیم گرم پانی سے دھولیں، دھبا دور ہو جائے گا۔

☆ انڈے ابالتے وقت اگر پانی میں تھوڑا سا نمک شامل کر لیا جائے تو وہ چٹختے نہیں۔

☆ کٹا ہوا لیموں فریج میں رکھنے سے کوئی بو فریج میں نہیں پھیلے گی۔

☆ لہسن کا چھلکا با آسانی اتارنے کے لیے لہسن کو پندرہ سیکنڈ کے لیے مائیکرو ویو میں رکھیں۔

☆ صبح منہ دھونے کے بعد منہ پر ٹھنڈے پانی سے چھپاکے ماریں، اس سے ایک تو مہاسے اور دانے ختم ہو جائیں گے دوسرے چہرے پر شگفتگی پیدا ہو جائے گی۔

☆ اگر پاؤں میں نشان پڑتے ہوں تو جوتے پہننے سے پہلے پیڑولیم جیلی لگا لیا کریں۔

(مرسلہ: انیلا قریشی۔ حیدر آباد)

☆☆☆

”بیٹا! بھکاری گروہ کی شکل میں مانگنے نکلتے ہیں، پھر الگ الگ گھروں کے دروازے بجاتے ہیں۔ ایسے میں اگر کسی گھر کا دروازہ کھل جائے اور اس دروازے پر کھڑے بھکاری کو خیرات مل جائے تو دوسرے دروازوں پر کھڑے بھکاری بھی بھاگ کر اس دروازے پہ جاتے ہیں کہ اسے خیرات مل گئی ہے تو ہمیں بھی یہیں سے کچھ ملے گا۔“

بڑے بھائی کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی تھی۔ بھابی ابھی اسپتال میں تھیں لہٰذا میں ابو جی کے ساتھ اسپتال جا رہی تھی تا کہ امی جو رات سے بھابی کے پاس تھیں، اب کچھ دیر گھر آ کر آرام کر لیں۔ بچوں سے مجھے شروع سے ہی بہت لگاؤ تھا اور اب بھتیجی کے لیے تو میں خاص طور پر پُرجوش تھی۔ جو نعمت آپ کے اپنے پاس نہ ہو اس کی قدر بھی کچھ زیادہ ہی ہوتی ہے ناں تو بس یہی کچھ میرے ساتھ تھا۔

گاڑی میں بیٹھی بچپن کی عادت کے خلاف ہر ہر بورڈ پہ لکھے الفاظ پڑھ کر ان کا تجزیہ کرنے کی بجائے بھتیجی کو اور بس بھتیجی کو ہی سوچے جا رہی تھی کہ ابو جی نے یہ بھکاریوں والی کہانی شروع کر دی۔

بس جناب! ابو جی کی بر وقت اور بر موقع محل دی ہوئی اِس مثال نے گرم لوہے پر لگنے والی چوٹ کا سا کام کیا اور باقی سارا سفر دل اللہ پاک کی طرف مائل اور زبان مشغول بالدعا رہی، الحمدللہ!

جی ہاں! یہ ہیں میرے پیارے ابو جی۔ میرے دوست، میرے ہمراز اور خاص طور پر میرے رہبر۔ یہ صرف لفاظی نہیں حقیقت میں ایسا ہی ہے۔ میں بچپن ہی سے ایک دوست کی مانند ابو جی سے ہر بات اور ہر جذبہ بانٹتی آئی ہوں۔ کیا پکاؤں؟ کیا پہنوں؟ کس تقریب میں جاؤں اور کہاں نہ جاؤں؟ کون سی کتاب پڑھوں؟ کیسا مطالعہ کروں؟ میں بہت خوش ہوں یا بہت پریشان، کوئی وسوسہ تنگ کر رہا ہو یا کسی کی طرف سے بدگمانی جنم لے رہی ہو، ہر مرحلہ ابو جی کے مشوروں کے ساتھ ہی طے پاتا رہا ہے۔ تعلیمی دور میں بھی قدم قدم پر ابو جی کی رہنمائی شامل رہی ہے۔ خواہ وہ فارسی یا عربی زبان سیکھنے کے قواعد ہوں یا انگریزی کے ٹینسز، ریاضی کے کلیے ہوں یا الجبرا کے فارمولے، فزکس کے نیومریکلز ہوں یا کیمسٹری کی مساوات، حتیٰ کہ چار سالہ درس نظامی کے دور میں بھی ابو جی ایسے رہنمائی کرتے تھے کہ کبھی لگتا ہی نہیں تھا کہ ابو جی باقاعدہ سند یافتہ عالم نہیں ہیں بلکہ صرف انجینئر ہی تو ہیں (ویسے اب یعنی ریٹائرمنٹ کے بعد ابو جی باقاعدہ عالم بھی بن رہے ہیں ماشاءاللہ!)۔

پھر عملی زندگی میں قدم رکھنے کے بعد بھی ابو جی ہر موقع پر ایک دوست اور رہنما کی طرح میرے ساتھ رہے ہیں۔ بعض اوقات گھریلو مصروفیات اور کچھ اپنی ذاتی کمزوری کی وجہ سے ذکر و تلاوت کے معمولات میں کمی ہونے لگتی ہے تو پتا نہیں ابو جی کو کیسے پتہ چل جاتا ہے۔ فون پر بات ہی یہی کرتے ہیں:

”بیٹا! معمولات ٹھیک چل رہے ہیں ناں؟“

اور پھر ایسے پیارے انداز میں سمجھاتے ہیں کہ ساری سستی اُڑن چھو ہو جاتی ہے۔ بس چارجر کا سا کام کرتے ہیں میرے ابو جی۔ مجھے یاد ہے ایک موقع پر کسی بات سے میں بہت ہی دلبرداشتہ ہو گئی۔ نظر اللہ پاک کی ہر نعمت سے ہٹ کر بس ایک نعمت کی طرف مرکوز ہو گئی جو کسی مصلحت کی وجہ سے مجھے اس وقت عطا نہیں کی جا رہی تھی۔ دماغ شکوے کی طرف بری طرح مائل ہو رہا تھا۔ بس اللہ پاک کا احسان اور ابو جی کی تربیت تھی جو اُس وقت زبان بہر حال خاموش ہی تھی تو اس وقت ابو جی نے فرمایا تھا:

”بیٹا! کسی نعمت کے نہ ملنے پر شکوہ کرنے سے پہلے یہ سوچ لینا کہ کیا جو نعمتیں مل گئی ہیں ان کا شکر ادا ہو گیا ہے؟“

اور بس لمحہ لگا تھا ناشکری کے بادلوں کو دماغ سے ہٹنے میں اور ہم راز ایسے کہ کتنی ہی بالکل ذاتی نوعیت کی باتیں ایسی ہیں جو میں نے ابو جی سے کہیں اور آج تک وہ سب باتیں اللہ پاک کے بعد ابو جی اور میرے علاوہ کوئی نہیں جانتا حتیٰ کہ گھر کے باقی افراد بھی نہیں۔

آج جب یہ تحریر لکھنے بیٹھی ہوں تو مختلف مواقع پر ابو جی کی دی ہوئی برجستہ سی مثالیں چھما چھم ذہن کے نہاں خانوں میں موتیوں کی طرح برستی چلی جا رہی ہیں۔ اگرچہ اِن تمام موتیوں کو قرطاس پر بکھیرنا بوجہ طوالت ممکن نہیں لیکن یہ بات بہر حال ہے کہ دوستی رہبری اور رازداری کی صفات کے ساتھ ساتھ ابو جی برجستگی میں بھی اپنی مثال آپ ہیں۔ دل و دماغ جتنا مرضی جکڑا ہوا ہو، ابو جی ایسے دل نشین انداز میں پیاری سی مثال دے کر بات سمجھاتے ہیں کہ ساری گرہیں لمحوں میں کھلتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں یا شاید یہ ابو جی کے ساتھ غیر معمولی گہری جذباتی وابستگی کا نتیجہ ہے کہ ان کی بات اثر فوراً کر جاتی ہے۔

آپ کو کیا لگتا ہے؟

☆☆☆

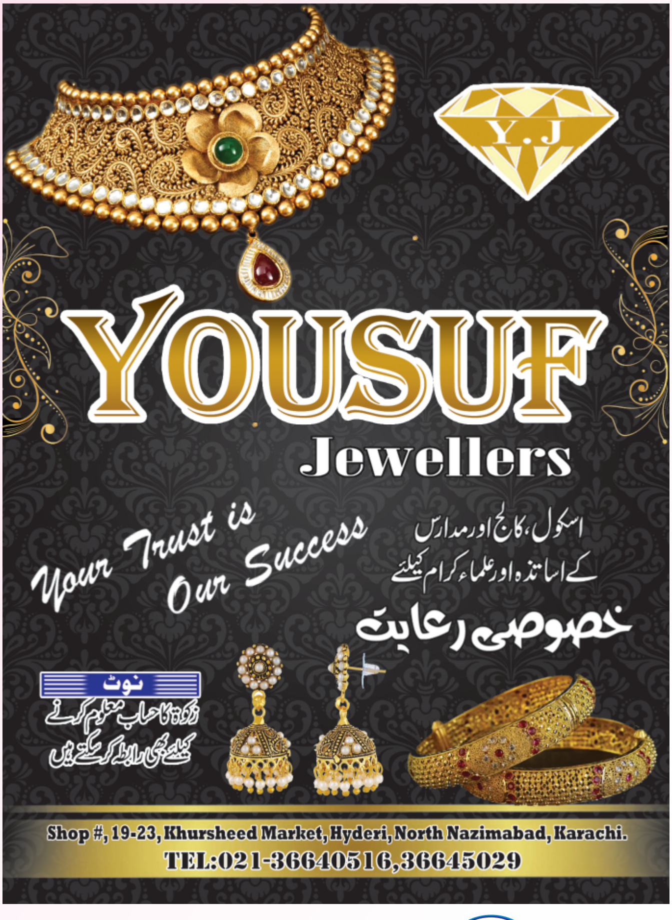

جبیں چیمہ

۱۲

اور میں اپنے وعدے پر پورا اتروں گا!

زمین پر پڑے ہوئے کسمپرسی کی حالت میں مریض اور بغیر انستھیزیا کے بڑے بڑے آپریشن کرتے ڈاکٹر، وقت سے پہلے پیدا ہوتے بچے اور ان کی جاں بلب مائیں، اُن سب کے درمیان فرعون صفت اسرائیلی سپاہی راستے کی ہر چیز کو ٹھوکروں پر رکھتے، دندناتے ہوئے سارے اسپتال میں پھیل گئے۔ خاص طور سے حاملہ عورتوں کو پاؤں کی ٹھوکریں مارتے ہوئے اور ایک دوسرے کو یہ بتاتے ہوئے کہ بچے زیادہ سے زیادہ مارنے ہیں اور حاملہ عورت کو مارنا اُس سے بھی زیادہ اچھا ہے کہ ایک کو مارو گے تو دو مریں گے۔

وہ ڈاکٹروں اور نرسوں کو اسپتال خالی کرنے کا کہہ رہے تھے مگر ڈاکٹروں نے اسپتال خالی کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

''ہم انسانیت کی اتنی بڑی تذلیل نہیں کر سکتے کہ اللہ کے حکم کی بجائے تمھارے حکم سے بھرے ہوئے اسپتال اور جاں بلب مریضوں کو لاوارث چھوڑ کر نکل جائیں۔'' ڈاکٹر عرفان نے ان سے کہا تھا۔

''ہم بہت جلد اس پر بمباری کرنے والے ہیں، کیونکہ یہاں حماس کا ہیڈ کوارٹر ہے۔'' ان کے ایک فوجی نے فرعونیت سے کہا۔

''آپ سے اور توقع بھی کیا کی جا سکتی ہے۔ آپ بچوں اور عورتوں کے شکاری ہیں۔ کریں بمباری، یہاں آپ کے لیے کافی شکار جمع ہے۔''

ایک مریض کراہتا ہوا اٹھ کر ان کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

اسی لمحے اسپتال کے داخلی دروازے پر گولیاں چلنے کی آوازیں آنے لگیں۔ کچھ لوگ داخلی دروازے کی طرف بھاگے۔

زخمی بچوں اور خواتین کی چیخوں سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ دروازے اور دروازے کے باہر دور تک خونِ مسلم سڑک کو نہلا رہا تھا۔ ہاتھوں میں ننھے بچے اٹھائے مائیں، لڑکے اور آدمی اسپتال کے اندر جانے کے لیے جدوجہد کر رہے تھے، جہاں دوا کے نام پر کچھ بھی نہیں بچا تھا۔ پانی کب کا ختم تھا اور اب زخموں پر رکھنے کے لیے روئی بھی ناپید تھی، پھر بھی اپنے بچوں کو یوں تڑپتے دیکھ کر ہر نفس اسپتال کی طرف دوڑ رہا تھا اور اسرائیلی عفریت ان کی اس حالت کو دیکھ کر لذت کشید کر رہا تھا۔

تبھی سب کو راہ سے ہٹاتے ہوئے ایک آدمی ایک نیم مردہ بچی کو لے کر آگے بڑھا۔ اس کے ساتھ نو دس سال کے ایک بچے نے ایک بہت زخمی چھوٹے بچے کو اٹھایا ہوا تھا۔ اس آدمی نے دروازے میں جم کے کھڑے اسرائیلی سپاہیوں کو اپنا کارڈ دکھایا۔

وہ اردن کا رپورٹر ناصر بن داؤد تھا، جس کو اردن میں سب سے زیادہ پڑھا جاتا تھا۔

''یہ بچے مرنے کے قریب ہیں۔ صرف میری تسلی کے لیے انھیں اندر جانے دیں۔''

ان درندوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور آگے سے ہٹ گئے کہ ان دنوں پوری دنیا کی رائے عامہ تیزی سے ان کے خلاف ہوتی جا رہی تھی۔

وہ دونوں آگے پیچھے اسپتال کے اندر پہنچے تو محمد اپنی فریال کو جلد ہی ڈھونڈ کے لے آیا۔

فاطمہ کا لہولہان جسم اور بہت تیزی سے بہتا ہوا خون اور طلحہ کا پھٹا ہوا پیٹ اور بدن میں گھسے ہوئے بموں کے ٹکڑے۔

سرجن اسماعیل نے جلدی سے طلحہ کو زمین پر لٹایا۔ دوسرے ڈاکٹر فاطمہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ کئی دنوں کی تھکی ہاری فریال بچوں کو ایسی حالت میں دیکھ کے حواس کھونے لگی۔ محمد فاطمہ کے پاس کھڑا تھا۔

''فاطمہ! ہم بہت جلد ملیں گے ان شاء اللہ، اور ایسی جگہ جہاں اسرائیل نہیں ہوگا۔ چلو کلمہ شہادت پڑھو میرے ساتھ۔''

فاطمہ کی سانسیں اکھڑ رہی تھیں جب اس نے اپنی شہادت کی انگلی ہلانا شروع کی۔ گویا وہ اس بات کی گواہی دے کر دنیا سے جا رہی تھی کہ اللہ رب العزت کے سوا کوئی الٰہ نہیں، کوئی سپر پاور نہیں، کائنات پر اللہ کے سوا کسی کی حکومت نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے پیغامبر ہیں۔ بس حقیقت یہی ہے کہ سپر پاور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اللہ کا نظام وہی ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نافذ کر کے بتا دیا۔ ہم اس نظام کے نفاذ کے لیے دنیا میں بھیجے گئے ہیں اور اسی کے لیے جان دینے میں زندگی ہے۔

''اماں! فاطمہ شہید ہو گئی، آیئے طلحہ کو دیکھیں۔''

محمد نے گلوگیر لہجے میں کہا تو فریال نے خود کو سنبھالا اور وہ دونوں بھاگ کر طلحہ کے پاس پہنچے۔ کسی مریض نے اپنا اوپر اوڑھا ہوا کمبل طلحہ کے نیچے بچھا دیا تھا۔

''طلحہ! تم جانتے ہو جب صحابی زخمی ہوتے تھے تو تیر ان کے جسموں سے کیسے نکالے جاتے تھے؟'' محمد نے طلحہ سے پوچھا۔

اس پر اب نقاہت طاری ہو رہی تھی۔

''یہ لو لکڑی، دانتوں کے درمیان دبا لو۔ میں تمھیں سورہ رحمٰن سناتا ہوں۔ تم بھی میرے ساتھ ساتھ پڑھو اور یقین رکھو تمھیں کچھ نہیں ہوگا۔ میں اور تم فاطمہ کا اور باقی شہیدوں کا بدلہ لینے کے لیے زندہ رہیں گے۔''

اچانک طلحہ کے چہرے پر ایک دل فریب مسکراہٹ نمودار ہو گئی۔ اس کی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی۔ اس نے لکڑی دانتوں کے درمیان دبائی اور محمد سورہ رحمٰن اپنی دلکش آواز میں پڑھنے لگا۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کا اثر تھا اور اس کی آواز کا درد کہ ایک سماں بندھ گیا۔ رات کی بارش کا پانی جو اسپتال کے لوگوں نے جمع کر رکھا تھا۔ وہی اس کے زخم صاف کرنے کے کام آ رہا تھا۔ ڈاکٹر ایک کے بعد ایک اس کے زخم سی رہا تھا اور وہ اپنے بھائی کے ساتھ مختلف آیات تلاوت کر رہا تھا۔ وہ محض چھے سال کا بچہ تھا مگر بغیر بے ہوش کیے اس کے زخموں کی رفوگری جاری تھی۔

اسی وقت 'الشفاء' اسپتال پر شدید بمباری شروع ہو گئی۔ ننھے ننھے نومولود جنھوں نے ابھی اس ابلیس کے قبضے میں آئی بستی میں آنکھیں کھولی ہی تھیں کہ واپس اپنی جنتوں میں چلے گئے۔ ڈاکٹر اور نرسیں مریضوں کو بچانے کی تگ و دو میں جان ہارنے لگے۔

محمد بمباری شروع ہوتے ہی باہر صحن کی طرف بھاگا تھا۔ اس نے اوپر اوڑھے ہوئے رومال کو بارش کے پانی میں تر کیا اور واپس کمرے کی طرف بھاگا مگر تب تک سارے راستے مسدود ہو چکے تھے۔ چھتیں گر چکی تھیں اور ہر چیز ملبے کے ڈھیر میں بدل رہی تھی۔ زندہ لوگوں

کی چیخیں ملبے میں سے باہر آ رہی تھیں۔

''طلحہ! تم بھی چلے گئے۔'' وہ شکستہ قدموں سے ایک گری ہوئی دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا۔

''اماں بھی اس ملبے کے ڈھیر کے نیچے کہیں آخری سانسیں لے رہی ہیں۔''

اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگے۔

''روؤ نہیں بیٹا۔'' اس کے کانوں میں قاسم ماموں کی آواز ابھری۔ ''ان آنسوؤں کو اپنے اندر جمع کرو اور انھیں غیظ و غضب میں ڈھالو تاکہ تم دشمن سے اپنے پیاروں کا بدلہ لے سکو۔''

''مگر کیسے ماموں کیسے؟'' وہ بڑبڑایا۔ مایوسی سے اس کا ننھا دل بھر گیا تھا۔

وہ ٹوٹے قدموں سے اندر کی طرف بڑھا۔ سامنے کمرے کی چھت کچھ گر چکی تھی اور کچھ ابھی لٹکی ہوئی تھی۔ اسے ایک طرف نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں نظر آئیں جن پر کچھ ملبہ پڑا ہوا تھا۔ وہ ملبے کو ہٹاتا پاؤں رکھنے کی جگہ بناتا ننھی سی ٹارچ کی روشنی میں نیچے اترنے لگا۔ سیڑھیوں کے ساتھ ہی طلحہ لیٹا ہوا تھا اور اس کی اماں اور ڈاکٹر حسن بھی اس کے ساتھ تھے۔ وہ کھانستا ہوا نیچے اترا تو اسے کافی دیر تک گرد و غبار میں کچھ بھی نظر نہیں آیا۔

مگر جب اس کی آنکھیں کچھ دیکھنے کے قابل ہوئیں تو ایک ناقابل یقین منظر اس کے سامنے تھا۔ نجانے کہاں سے ایک لوہے کی الماری اڑتی ہوئی آئی تھی اور اس نے سیڑھیوں کے ساتھ جگہ سنبھال لی، اس کے ساتھ ہی آپریشن ٹیبل کا اوپر والا تختہ اس طرح آ کر جڑ گیا کہ وہ ایک چھوٹا سا محفوظ کمرہ بن گیا۔ محمد نے دھڑکتے دل کے ساتھ اندر قدم رکھا اور یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ طلحہ آرام سے سانس لے رہا تھا۔ ڈاکٹر حسن اور اس کی اماں باقی مریضوں کو دیکھنے کہیں اِدھر اُدھر تھے۔

اس نے تیزی سے بھیگا ہوا رومال طلحہ کے منہ پر ڈالا اور اپنی اماں کو آوازیں دینے لگا۔

''محمد! اِدھر آؤ بیٹا۔ یہاں تمھاری مدد کی ضرورت ہے۔''

اور اُس ساری رات مریضوں کو ملبے سے نکالتے ہوئے وہ اپنی اس چند لمحوں کی کیفیت پر اتنا شرمندہ تھا کہ صبح فجر کی نماز میں جاتے ہوئے وہ ہچکچا رہا تھا۔

''آخر میں نے یہ کیسے فرض کر لیا کہ رب تعالیٰ نے مجھے یونہی بے سہارا چھوڑ دیا ہے۔''

اسی رات کے کسی پہر قاسم بریگیڈ کے کچھ لوگ ان کے پاس آئے تھے۔ ان کے پاس کچھ دوائیں اور کھانے پینے کا کچھ سامان تھا جو محمد اور اس کے ساتھیوں کے ایک ہفتے کے لیے کافی تھا۔

اسپتال کے صحن میں شہیدوں کے کٹے پھٹے جسموں کے ڈھیر لگے تھے۔

ڈاکٹر حسن چاہ رہے تھے کہ ان کی اجتماعی تدفین کر دی جائے تاکہ لاشوں کی مزید بے حرمتی نہ ہو مگر عزازیل کی اولاد بمباری میں کوئی وقفہ آنے نہیں دے رہی تھی۔ خیر اگلے دن، دن کی روشنی میں ڈاکٹر حسن نے اردگرد کے چند بوڑھے مردوں، عورتوں اور بچوں کو اکٹھا کیا جو اس شیطانی بمباری سے بچ گئے تھے۔ انھوں نے اسپتال کے احاطے میں گڑھا کھودا اور کسی نہ کسی طرح سے سارے شہدا کو سپردِ خاک کر دیا۔

ابھی وہ اس کام سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ نجانے کہاں سے اسرائیلی درندے دندناتے ہوئے اندر آ گئے۔

(جاری ہے)

ایک سوال

زینب حشمت سحر، اسلام آباد

میں نے سنا تھا اے اقصیٰ
جب ناحق کوئی مرتا ہے
سب اس کے خون کی خاطر
آواز بلند یوں کرتے ہیں
انصاف دلایا جاتا ہے
مظلوم کے سر پر ہر کوئی
پھر دست شفقت رکھتا ہے
پر تیرا القدس تو اقصیٰ
کئی صدیوں تک پامال ہوا
کیوں تیری خاطر نہ کوئی
آواز اٹھانے آیا ہے؟
کیوں تیری خاطر نہ کوئی
انصاف دلانے آیا ہے؟
فلسطین کو جلتے دیکھا ہے
کشمیر کو جلتے دیکھا تھا
دنیا کے ہر اِک کونے میں
اس دین کو جلتے دیکھا تھا
جس دین کی خاطر نبیوں نے
اپنا سب کچھ وارا تھا
جس کی خاطر رب نے بھی
اس محفل کو سنوارا تھا
تم بھول گئے یہ خطہ تو
پیغمبروں کا گہوارا تھا
تم بھول گئے ہو اے لوگو!
یہ اوّل قبلہ تمھارا تھا
اس کی حرمت کی پامالی ہو
تم کو نہ یہ گوارا تھا
اب جاگ اُٹھو اس دین کی خاطر
جو رب نے اپنے محمدؐ پر اُتارا تھا

1987ء سے خدمت میں مصروف

پُھلبھری، برص

LEUCODERMA-VITILIGO

تمام جِلدی بیماریوں کا مؤثر اور بے ضرر علاج

STEROIDS FREE
MOST PROGRESSIVE
TREATMENT

سفید داغ قابلِ علاج مرض ہے

ایوارڈ یافتہ، ممتاز معالج
اجمل زیدی کے صاحبزادے
اقدس زیدی
(ماہرِ برص)

کے دورۂ پاکستان کا مستقل پروگرام

کراچی قیام: 1مارچ تا 10مارچ، 1جولائی تا 10جولائی، 1نومبر تا 10نومبر
فارچون سنٹر آفس نمبر 706 ساتویں منزل شارع فیصل نرسری بالمقابل K.F.C کراچی
فون: 69-(021)7012068 موبائل: (0300)8566188

ملتان قیام: 12مارچ تا 17مارچ، 12جولائی تا 17جولائی، 12نومبر تا 17نومبر
ہوٹل سلور سینڈ، ریلوے روڈ نزد چوک عزیز ہوٹل، ملتان
فون: 62-(061)4518061 موبائل (0300)8566188

لاہور قیام: 11فروری تا 20فروری، 11جون تا 20جون، 11اکتوبر تا 20اکتوبر
مدینہ ٹاور، آفس نمبر 512 پانچویں منزل، مسلم ٹاؤن موڑ، فیروز پور روڈ، بالمقابل جامعہ اشرفیہ لاہور
0300-8566188

اسلام آباد مستقل پتہ: 25مارچ تا 25مئی، 25جولائی تا 25ستمبر، 25نومبر تا 25جنوری
مکان نمبر 62 سٹریٹ نمبر 20 سیکٹر G-8-1 تعلیمی چوک (سریا چوک) اسلام آباد
موبائل: (0300)8566188

leucodermatreatment@outlook.com

اعلانِ جنگ

جویریہ سعید

آج کل ہمارے گھر میں ایک عجیب صورت حال چل رہی ہے۔اس کی ابتدا پراسرار تھی۔جب معاملہ کھلا تو معلوم ہوا کہ میرے خلاف اعلانِ جنگ کیا گیا ہے۔

طویل تمہید تو نہیں باندھوں گی مگر کچھ پس منظر تو بتانا ضروری ہے۔

ہر خاتون کی طرح ہمیں بھی صاف ستھرا اور سیٹ ہوا باورچی خانہ چاہیے ہوتا ہے،مگر ہمارے لیے صفائی ذرا نیکسٹ لیول شے یعنی مینٹل ہیلتھ ایشو بن گئی ہے۔ صفائی کر لینے کے بعد ہم آتے جاتے بار بار کھڑے ہوکر باورچی خانے کو دیکھتے ہیں۔کبھی تصویر لے لیتے ہیں اور اپنی خواب گاہ میں مسہری پر نیم دراز اِن تصاویر کو دیکھتے ہیں۔یہ ہمارے لیے مراقبے کا کام کرتا ہے۔

خواب گاہ، لاؤنج اور باورچی خانے کی ایک ایک چیز کو دیکھنا اور خود کو بتاتے رہنا کہ مثلاً چولھا صاف ہے،ٹوکری اپنی جگہ پر ہے، بن اور بریڈ سلیقے سے رکھے ہیں، ائر فرائر اور ککر کے زاویے درست ہیں، تیل کا جگ صاف ہے، کاؤنٹرز خالی ہیں، کیبنٹس اور پینٹری کے اندر سامان ترتیب سے رکھا ہے، کھڑکی پر رکھی سجاوٹ کی چیزیں صاف ستھری اور مناسب ترتیب سے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

باہر کی ترتیب اور صفائی سے اندر سکون اور ترتیب کا احساس ہوتا ہے۔

سارا دن نوکری کے بعد گھر کا کام بھی خود بچوں کے ساتھ کرنا ہوتا ہے۔باورچی خانہ اور گھر کی صفائی کے معاملات میں ماں اور اولاد کے باہمی تنازعات سے آپ سب بخوبی واقف ہوں گے۔اِس نظام کو قائم رکھنے میں ہمیں مسلسل سخت مزاحمت کا سامنا رہتا ہے۔کبھی سرد جنگ رہتی ہے اور کبھی جھڑپوں کی نوبت آتی ہے۔اس سلسلے میں ہم نے بھی نہایت سخت اصول بنائے ہوئے ہیں جو اِن لاپروا اور کاہل افراد کو باورچی خانے کا نظام قائم رکھنے میں مدد دیتے ہیں۔

سیدھا اصول یہ ہے کہ جو چیز جہاں ہو وہاں رکھی جائے۔مثلاً چائے کی پیالیاں ہم نے خاص دو رنگوں کی لیں اور اصول یہ ہے کہ پیالیوں کے اسٹینڈ پر وہ ہمیشہ الٹرنیٹ ترتیب میں ایک ہی رخ پر رکھی جائیں۔اگر اس ترتیب میں ذرا بھی تبدیلی کی جائے تو ہماری فلک شگاف پکار سے گھر گونج اٹھتا ہے اور یہ انتہائی چالاک مخلوق جسے ٹین اور پری ٹین اولاد کہتے ہیں، معنی خیز مسکراہٹ سے ایک دوسرے کو دیکھ کر آنکھیں گھماتی ہے۔

لیکن بہرحال اس کا اثر یہ ہے کہ ہماری اس ترتیب کو چھیڑنے کی جرات نہیں ہوتی۔اب دو تین دن سے مگر یہ نوٹ ہو رہا تھا کہ چائے کی ان پیالیوں کی ترتیب مسلسل بدلی جا رہی ہے۔پہلے پہل ہم اسے ان کی لاپروائی سمجھتے رہے کہ برتن دھو کر جلدی میں جیسا تیسا کر کے بھاگ لیتے ہیں اور جب ہم تفتیش کرتے تو یہ چالاک مخلوق انتہائی سنجیدگی اور تدبر سے لاعلمی کا اظہار کرتی ،مگر کل تو حد ہی ہوگئی۔

برتن ہم نے خود دھوئے، ترتیب سے خود لگائے اور کچھ دیر بعد واپس آ کر دیکھا تو ترتیب پھر بدلی ہوئی تھی......!!!

یہ تو باقاعدہ جان بوجھ کر کیا گیا عمل تھا۔حسبِ معمول سب نے لاعلمی کا اظہار کیا مگر آج صبح یہ راز کھل گیا۔

یہ حرکت ہماری سب سے چھوٹی اولاد ابراہیم میاں کر رہے تھے۔

بھنویں اچکا کر مسکراتے ہوئے نہایت ٹھنڈے لہجے میں کہتے ہیں:

’’دنیا اب اِس ترتیب سے بور ہو چکی ہے اماں! زندگی میں ایسی یکسانیت تھکا رہی ہے،ہمیں بدلنا ہوگا، اور یہ ترتیب بدلنا ضروری ہے۔‘‘

اپنے دفاع میں ہمیں دلیل تو کوئی نہ سوجھی سوا اپنی مطلق العنانیت کو استعمال کر کے بغیر کسی دلیل کے ان کی بات کو رد کر دیا،اور فوراً اپنی پسندیدہ ترتیب سے پیالیاں لگا دیں۔

وہ بس ہنس دیے۔

تھوڑی دیر ہم واپس گئے ہیں تو چائے کی پیالیاں پھر ابراہیم کے طریقے پر لٹک رہی تھیں۔

یہ اعلانِ جنگ ہے، اور ہم اپنے بنکر میں بیٹھے اس اعصاب شکن جنگ میں اپنی مستقبل کی حکمت عملی پر غور کر رہے ہیں۔

☆☆☆

راستے شہر کے رخ دوڑے چلے جاتے ہیں

دھوپ، میدان، ہوا، گھاس سے کتراتے ہیں
توڑ کر بانسری چرواہے کدھر جاتے ہیں؟
پھر کسی در پہ وبازاد نے دستک دی ہے
پھر کوئی چیخ کے کہتا ہے کہ ہم آتے ہیں
کیسے ممکن ہے مضافات کا دُکھ بانٹ سکیں
راستے شہر کے رخ دوڑے چلے جاتے ہیں
چاند روشن ہو تو جنگل کے شبستانوں میں
خوش گلو پیڑ ترنم سے غزل گاتے ہیں
بوجھ بڑھ جائے نہ کشتی پہ، اسی ڈر سے ہم
اجنبی گھاٹ پہ چپکے سے اتر جاتے ہیں

☆☆☆

نجمہ ثاقب

نئی نویلی دلہن

بنت مولوی شبیر احمد۔ وہاڑی

”آج کھانا تم بناؤ گی؟“

جس نے پانی کا گلاس تک اٹھ کے نہیں پیا تھا، اسے میری ماں نے حکم دیا۔

وہ اٹھی، جیسے تیسے کر کے تین چار گھنٹے لگائے اور کھانا بنایا مگر نمک مرچ درست نہیں تھا۔

اسی لیے کھانا گھر کے کسی فرد نے نہیں کھایا اور طنز کیا:

”اپنی ماں کے گھر سے یہ سیکھ کے آئی ہو؟“

میں آٹھ گھنٹے کی ڈیوٹی کے بعد گھر آیا، ابھی بیگ گھر نہیں رکھا تھا کہ میری ماں کہنے لگی:

”ہم تو صبح کے بھوکے بیٹھے ہیں، کچھ بازار سے لا دو کھانے کے لیے۔“

میں نے ایک نظر اپنی سہمی ہوئی بیوی پر ڈالی اور بازار چلا گیا۔ کھانا لے کر آیا تو سب کھانے لگے۔

میں نے اپنی بیگم کا بازو پکڑا اور باورچی خانے میں لے گیا: ”کیا پکا ہے آج؟“

اس نے آنسو آنکھوں میں ہی کہیں روکے ہوئے تھے، میری بات سن کر مسکرا دی اور بولی:

”باقی سب کی طرح تم بازار والا کھانا نہیں کھاؤ گے۔“

”نہیں، مجھے تو اپنی بیوی کے ہاتھ کا کھانا پسند ہے۔“

میری بات سن کر اس نے باورچی خانے ہی میں میرے لیے کھانا لگا دیا۔

جب میں نے چکھا تو اتنا بھی بدذائقہ نہ تھا کہ کھایا نہ جاتا، مگر اسے اتنا مارجن ہی نہیں دیا گیا کہ وہ اپنی غلطی ٹھیک کر لیتی......!

قصور بہت زیادہ میری بیوی کا بھی نہیں ہے کہ وہ ماسٹرز کر رہی تھی اور شادی ہو گئی۔ اماں نے گھرداری سکھائی ہی نہیں اور قصور میری ماں کا بھی بہت زیادہ نہیں تھا جس نے ہاؤس وائف بن کر ساری زندگی اپنے بچوں کے لیے ’اچھا کھانا‘ بنایا تھا۔

میں نے اس دن ماں کی بات بھی مان لی اور بیوی کے ہاتھ کا بنا کھانا بھی کھا لیا۔

میرے ایک عمل نے مجھے اپنی شریک حیات کی نظر میں ہمیشہ کے لیے معتبر کر دیا اور اس ایک محبت بھرے عمل کی وجہ سے آج وہ ہر قسم کی کھانا بنانا سیکھ چکی ہے۔

اس دن اگر میں بازار سے کھانا نہ لے کر آتا تو ماں ناراض ہو جاتی اور اگر میں اپنی ماں کی بات سن کر سب کے سامنے اسے ڈانٹ دیتا تو وہ شاید مجھ سے بدگمان ہو جاتی۔ رشتوں میں توازن قائم کرنا چاہیے۔ چاہے غلطی کسی کی بھی ہو، فوراً ردعمل نہیں دینا چاہیے اور نظر انداز کر دینا چاہیے۔ جس کے ساتھ غلط ہو اس کے ساتھ اضافی محبت بھرا عمل کر کے اسے بھی منا لینا چاہیے۔ اتنا وقت ضرور دیں کہ لوگ ایڈجسٹ ہونا سیکھ لیں۔ محبت کا جذبہ کبھی نہ ختم ہونے دیں کیونکہ میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہوتے ہیں اور لباس خراب ہو جائے تو بھرے بازار میں اتارا نہیں جاتا، پیوند لگایا جاتا ہے، رشتوں میں بھی پیوند لگائیں۔

☆☆☆

بزمِ خواتین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

☆ شمارہ ۱۰۶۷ کا سرورق واہ واہ تھا۔ برف باری میں گھرا اور 'بانٹ لیجیے' آپ بیتی بھی بہت اچھی لگی۔ ام محمد سلمان صاحبہ کی 'پرندے' اچھی تھی۔ اثر صاحب کا 'آم کی واپسی پر مرثیہ' بھی اچھا لگا۔ 'اندر سے پکا خبیر ہے' نجمہ ثاقب صاحبہ کمال کی شاعری کرتی ہیں۔ پتا نہیں انھیں یہ خوب صورت الفاظ کہاں سے مل جاتے ہیں۔ 'میری اقصیٰ کو تاراج کیا تم نے' نے غمزدہ کر کے ایک آس بھی دلائی۔ اللہ اس آس کو حقیقت میں بدل دے۔ 'خواتین کے دینی مسائل' سے بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔ خصوصاً اس شمارے میں ۱۰۶۸ 'سجدے میں دعا کرنا' ہم تو سجدے میں ہر قسم کی دعا کے قائل تھے وہ تو مفتی صاحب کا بھلا ہو کہ رہنمائی مل گئی۔ 'محاسبہ' نے اپنے گریبان میں جھانکنے پر آمادہ کیا۔ 'مفلس کون' میں والد صاحب کے کردار نے بہت متاثر کیا۔ (ع۔ز۔ام رمیصاء۔ پشاور)

ج: خواتین کے دینی مسائل واقعتاً ایسا منفرد، مفید اور مقبولِ عام سلسلہ ہے، جس کی نظیر کسی اردو میگزین میں نہیں ہے۔

☆ شمارہ ۱۰۶۹ کا سرورق دیکھتے ہی بادشاہی مسجد میں گزارے ہوئے لمحات یاد آنے لگے۔ 'خواتین کے دینی مسائل' بہت اچھا سلسلہ ہے۔ ہمارے ذہن میں آئے ہوئے سوالوں کے جوابات ہمیں مل جاتے ہیں۔ آئینہ گفتار پڑھ کر آپ اور قارئین کے لیے دعائیں نکلیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دونوں واجبات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ 'مٹر ہی مٹر' کا عنوان پڑھ کر ہمارے منہ میں پانی آنے لگا۔ 'میری متاع، میرے دو خواب' مجھے بہت پسند آئی۔ 'بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل' کی آخری قسط آنسوؤں کے ساتھ اختتام کو پہنچی۔ (منیبہ جاوید۔ احمد آباد 18 ہزاری، جھنگ)

ج: اللہ جل شانہ یہ پاکیزہ آنسو اپنی بارگاہ میں قبول فرمالیں اور آپ کو اپنے والدین کریمین کے ساتھ حرمین شریفین کی زیارت کے جلد بلالیں، آمین!

☆ ایک تحریر حاضر خدمت ہے جس میں اردو ادب کے موتیوں کو ایک ہی لڑی میں پرو دیا ہے۔ اب یہ فیصلہ تو آپ ہی کریں گے کہ یہ لڑی کتنی مضبوط کھینچ تان کر قابل اشاعت تک پہنچتی ہے یا کھینچنے کی وجہ سے ٹوٹ کر ردی کی ٹوکری میں گرتی ہے۔ اگر قابل اشاعت ہے تو فبھا ورنہ یہ بھی کسی احسان سے کم نہیں ہوگا کہ ردی کی ٹوکری ہماری کوشش کو آسانی سے ہضم کرے۔ اور ہاں اس سفرنامے کو بھی جلد شائع کر دیں تاکہ ہم لکھنے کا یہ سفر جاری رکھ سکیں۔ (محمد ربیعہ بلال۔ رحیم یار خان)

ج: اچھا بھائی! دیکھتے ہیں کون سی لڑی۔ پوری کوشش ہوگی کہ ردی کی ٹوکری سے بچا کر رکھا جائے۔

☆ آخر کار سال بعد آج ۲۷ نومبر کو مجھے میرا انعام مل گیا۔ آج ایک کافی تھکا دینے والا دن گزار کے ہم کھڑے تھے کہ چھوٹا بھائی ایک پارسل ہاتھ میں پکڑے اندر داخل ہوا تو نجانے کیوں اس پارسل کو دیکھتے ہی ایک خوشی کی لہر اپنے اندر دوڑتی ہوئی محسوس کی اور جب پارسل کھلا اور اندر سے مدیر چاچو کی دو کتابیں برآمد ہوئیں تب تو ہم سچ مچ خوشی سے اچھل پڑے۔ فوراً پہلے مما بابا کو کتب دکھائیں اور پھر حلیمہ کے پاس لے دوڑے کہ حلیمہ مدیر چاچو نے مجھے کتابیں بھیجی ہیں۔ جلدی سے آئینہ گفتار ہم نے کھولی اور دل پر دستک حلیمہ نے۔ ''چاچو آٹوگراف بھی دے دیتے تو کیا ہوجاتا!'' حلیمہ نے کہا ہی تھا کہ ہمیں آئینہ گفتار پر آٹوگراف نظر آگیا۔ اُس پر دیا ہوا ہے حلیمہ! ارے آپی اس پر بھی دیا ہوا ہے یہ دیکھیے۔ بس جی پھر تو ہماری خوشی دیکھ کے بادیہ کہنے لگی کہ آپی اگر اسی طرح مسکراتی رہیں تو صبح تک آپ کی باچھیں کانوں تک پہنچ جائیں گی۔ اسی وقت باجی جان ریحانہ اور باجی جان عامرہ کے تبصرے پڑھے جو بہت اچھے تھے۔ باقی جب دونوں کتابیں مکمل پڑھ لوں گی تو پھر آپ کو بتاؤں گی، ان شاء اللہ! (جویریہ ظہور۔ کبیر والا)

ج: شکر ہے خدا کا کہ انعام والی کتابیں سب کو مل گئی ہیں۔ اطلاع دینے کا شکریہ۔ آٹوگراف تمام کتابوں پر ہے۔ تبصروں کا انتظار رہے گا۔

☆ آپ کا بہت بہت شکریہ اور جزاک اللہ خیراً۔ بہت معذرت کہ آپ کے احسان کا شکریہ دیر سے ادا کر رہی ہوں۔ ہم نے بھی منفرد اور نئے ناموں کا شوق رکھتے ہوئے اپنی پوتی کا نام لائبہ رکھا تھا اور بہت شوق سے ہر ایک کو بتاتے تھے کہ اس کے معانی 'جنت کی حور' ہے، یہاں تک کہ وہ تیسری جماعت میں پہنچ گئی، پھر آپ کا آئینہ گفتار ''سستی جنت'' اور ''قرآن سے رکھے نام'' شائع ہوئے تو اس میں جب پڑھا کہ لائبہ نام کا مطلب تو ''پیاسی لڑکی'' ہے تو یقین کیجیے ہم سب کے تو ہوش اڑ گئے۔ اسی وقت باہمی مشورے سے اس کا نام خدیجہ رکھا اور اسے خدیجہ ہی بلانا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت جلد قانونی طور پر بھی خدیجہ رجسٹرڈ ہوگیا۔ ہمیں بہت چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس نام کا مطلب ٹھیک نہ ہوتا وہ بدل دیتے تھے۔

حیرت انگیز آفر! 50% OFF
اشتیاق احمد کے تمام ناول اور کتابیں آدھی قیمت پر
ہزاروں کتابیں ایک کلک پر
ہم نے آباد کیا ہے آپ کے لیے
کتابوں کا ایک نیا جہاں
بچوں کی تعلیم وتربیت اور تفریح کے لیے خوبصورت کتب پر مشتمل کتاب نگر میں خوش آمدید!
گھر بیٹھے کتابوں کی خریداری کے لیے ہماری ویب سائٹ ''کتاب نگر'' وزٹ کیجیے اور حاصل کیجیے بے شمار کتابیں وہ بھی حیرت انگیز ڈسکاؤنٹ پر
ہماری ویب سائٹ پر آرڈر کرنے کا طریقہ:
نوٹ: یہ آفر محدود مدت کے لیے ہے۔
اشتیاق احمد کے ناول اور کتابیں آرڈر کرنے کے لیے ویب سائٹ کے ہوم پیج کے دائیں طرف Categories پر کلک کریں اور پھر "Ishtiaq Ahmed" پر کلک کریں، اپنے مطلوبہ ناول کے ٹائٹل کے نیچے "ADD TO CART" کے بٹن پر کلک کرتے جائیں، آپ اوپر دائیں جانب بنے باسکٹ کے نشان کے پر اپنی منتخب کردہ کتب کی کل قیمت دیکھ سکتے ہیں۔ آرڈر فائنل کرنے کے لیے اس باسکٹ کے نشان پر کلک کر کے ایک مرتبہ رعایتی بل اور ڈلیوری چارجز دیکھ کر "CHECKOUT" کے بٹن پر کلک کر دیں۔ اپنا مکمل نام، مکمل پتہ اور رابطہ نمبر کی مکمل تفصیلات درج کر کے "Place Order" پر کلک کر دیں۔ آپ کا آرڈر ہمیں موصول ہوجائے گا۔ کال کنفرمیشن کے بعد آپ کا پارسل پانچ سے سات دن تک ڈلیور ہوجائے گا۔ شکریہ
ویب سائٹ: www.kitaabnagar.com

الحمدللہ! خواتین کا اسلام خاندان بھر میں بھی آتا ہے، اور بھی بہت سے گھرانوں میں کچھ نام ایسے تھے کہ ان کے ناموں کا مطلب ٹھیک نہیں تھا مگر وہ بچے بڑے ہیں اور تعلیمی مدارج طے کر چکے ہیں، سو انھیں قانونی طور پر بہت مشکل پیش آ رہی ہے لیکن الحمدللہ سرِ دست ان لوگوں نے گھر پر اسلامی نام سے بلانا شروع کر دیا ہے۔ ہماری خدیجہ کی عمر چونکہ کم تھی، اس لیے دشواری نہیں ہوئی۔ ایک بار پھر آپ کا بہت شکریہ۔ اللہ پاک آپ کے دل میں وہ سارے نِکات ڈالتے جائیں اور آپ کا قلم اللہ کی توفیق سے وہ سب کچھ لکھتا جائے جس کی ہمیں ضرورت ہو، آمین! (ام عکراش۔ راولپنڈی)

ج: واہ واماشاءاللہ، اسے کہتے ہیں جذبہ۔ ہمیں خوشی ہوئی کہ ذریعہ ہم بن گئے۔ اب تو ہمیں ایسا لگ رہا ہے، جیسے آپ نے نہیں ہم نے اپنی بٹیا کا نام امی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اسم گرامی پر رکھا ہے۔ اور بھی جن گھرانوں میں یہ دو آئینہ گفتار پڑھے گئے اور نام تبدیل کیے گئے، ان سب بچوں اور بچیوں کے نام گویا ہمیں رکھنے کی سعادت مل گئی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے لیے دارین کا ذخیرہ بنائے، آمین!

☆ شمارہ ۱۰۷۰ پڑھا۔ آپ کے آئینہ گفتار ’پلاٹ‘ میں اصلی گھر کی فکر کرنے کا درس تھا۔ ’انتظار‘ بنت اختر کی ایک بہت ہی خوب صورت کاوش تھی۔ واقعی منفرد خیال اور بہترین انداز میں قبر کی فکر کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ بے خبر مجبور، مولانا انظر شاہ کاشمیری، جتنا بڑا نام اتنا خوب صورت انداز۔ وہ آواز نہیں آتی‘ عصائے موسوی کا انتظار، مختصر مگر پر اثر تھی۔ ’رونق محفل تھے جو‘ واقعی ہمارے بزرگ دعاؤں کا خزانہ ہوتے ہیں۔ بزمِ خواتین میں بندے کے خط کے جواب میں جناب نے تحریر فرمایا ’میری آپی‘ فائل میں نہیں شاید اشاعت کے قابل نہیں، جناب ہم آپ سے حسن ظن رکھتے ہوئے کہیں گے۔ ’’وہ ڈاک آپ کو ملی نہیں‘‘ ورنہ ضرور شائع ہوتی۔ (مولوی شبیر احمد۔ چک 52/WB غربی وہاڑی)

ج: اچھا تو پھر دوبارہ بھیجیے۔ ویسے ازراہِ تفنن عرض ہے کہ ’حسن ظن‘ کی نسبت ہماری طرف غلط ہوگئی۔ یہ تحریر کی طرف ہونا چاہیے تھی۔ کیونکہ کوئی تحریر اگر کسی بھی وجہ سے ناقابل اشاعت ہو تو اس میں مدیر کا کوئی قصور تھوڑا ہی ہوتا ہے۔ اس میں تو سب سے زیادہ مصنف پھر رسالے کی خیر چھپی ہوتی ہے!

☆ شمارہ ۱۰۶۶ کا سرورق دیکھ بہت ہی اچھا لگا۔ قرآن وحدیث وفقہ کے مسائل سیکھے پھر اس کے بعد مدیر چاچو سے جنت وجہنم کے حالات سنے۔ میرے مولا! ہم سب کو جنت میں اکٹھا کر دینا، پھر ہم اس وقت دنیا کی آزمائشوں پر ہنسیں۔ ’’بوجھ‘‘ جوں جوں پڑھتی گئی حیرت میں اضافہ ہوتا گیا۔ آخر میں بہت خوش کن منظر سامنے آیا۔ چھوٹی شوگر نے ہنسنے پر مجبور کر دیا۔ ’اس کے پاس دوڑ کے جاؤ‘ بہت اچھی لگی۔ شمارہ ۱۰۶۷ میں انجینئر احسن عزیز شہید کی نظم پڑھ کر دل سے دعا نکلی کہ اللہ رب العزت دنیا بھر کے تمام مظلوموں کو ظلم سے نجات دے۔ ’حاضری‘ پڑھ کر آنکھوں میں نمی اتر آئی۔ ’بانٹ لیجیے‘ نے بہت اچھا مشورہ دیا اگر اس طرح ہر ایک دوسروں کے غم بانٹنے لگے تو کوئی پریشان نہ رہے۔ ’مفلس کون؟‘ کی قسط اور مولانا فیصل حیات کا سفرنامہ اچھا رہا۔ اس مرتبہ بھی چھے بہنیں ’بزمِ خواتین‘ میں جگہ بنا پائیں۔ اللہ مجھے بھی اس میں جگہ دے دے۔ باقی سارا رسالہ ہر لحاظ سے شاندار تھا۔ (خدیجۃ الکبریٰ۔ رسول پور)

ج: آپ کی دعا قبول ہوگئی۔ جگہ مل گئی۔ خوش رہیں، لکھتی رہیں۔

☆ شمارہ ۱۰۷۲ کا سرورق ہرا بھرا سا بہت پیارا لگا۔ القرآن الحدیث کے بعد ’خواتین کے دینی مسائل‘ سے مستفید ہوئے۔ ’آئینہ گفتار‘ نعمتوں والوں سے حسد‘ پڑھ کر ہم نے بھی بلا مبالغہ آپ کے نظریے سے اتفاق کیا۔ ’زیتون اور کیکٹس کی کہانی‘ زبردست تحریر تھی۔ ’بھنور‘ بھی بہت کچھ سمجھاتی اچھی تحریر تھی۔ ’جو چاہو خلق میں محبوب ہو تم‘ اثر جون پوری تایا کی ہمیشہ کی طرح اچھی نظم تھی۔ ’تم سے کیا کہیں جاناں‘ کمال کی کہانی تھی لیکن اختتام تو بہت جلدی ہوگیا۔ ’کمرہ کہانی‘ تو ہمارے سر کے چار فٹ اوپر سے ہی گزر گئی۔ ’بزم خواتین‘ میں خوب محفل جمی تھی۔ چاچو جی! یوں تو ہر شمارہ ایک سے بڑھ کر ایک ہوتا ہے لیکن ناول کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ (سارہ، حفصہ عبدالرحیم۔ فیروزہ)

ج: اب تو کمی دور ہوگئی۔ بہت پیارا ناول شائع ہو رہا ہے۔

1965ء: سے خدمت انسانیت میں مصروف عمل
ان شاءاللہ
پاکستان میں واحد طریقہ علاج
بواسیر کے مایوس مریضوں کیلئے
چیلنج
صرف ایک بار دوا لگانے سے
بواسیر خونی وبادی
3 دن میں مکمل جڑ سے خاتمہ زندگی بھر نہ ہوگی
ان شاءاللہ
ناسور فشر کا بغیر آپریشن علاج
علماء کرام، اساتذہ کرام طلباء اور غرباء کیلئے خصوصی رعایت
ہمارے ہاں
ان تمام امراض کا
شافی علاج کیا جاتا ہے
دوائے دماغ ومحافظ قلب
دوائے شوگر علاج وتحفظ
موٹاپے کا مکمل خاتمہ
امراض کینسر منہ، ہونٹ، جلد
امراض جلد چنبل، خارش، داد
جوڑوں کا درد کمر کا درد، اعصابی درد
بال چر، بالوں کا گرنا بالوں کا لمبا کرنا
امراض معدہ وجگر
کالا، پیلا یرقان
ہیپا ٹائٹس بی، سی
کا شافی علاج ان شاءاللہ
بیٹا نعمت
اولاد
بیٹی رحمت
اولاد اللہ کی طرف سے ایک نعمت ہے
بے اولاد جوڑے قابل علاج
ہمارے طریقہ علاج سے کئی حضرات صاحب اولاد ہو چکے ہیں الحمدللہ
حکیم قاری محمد اسحاق طاہری ایم اے
بانی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
فون پر مشورہ کر کے دوائی بذریعہ V.P پارسل منگوائی جا سکتی ہے۔
خاندانی معالج
مولانا حکیم محمد ابوبکر صدیق ایم اے
العمار دار الشفاء
فاضل الطب والجراحت پاکستان
رجسٹرڈ نیشنل کونسل فار طب اسلام آباد Q.H.42360.A
0345/0334-7244474
کراچی پیراڈائز بیکری گلشن اقبال بلاک 4.A
ملتان ہر ماہ کی 22,21 تاریخ
راولپنڈی ہر ماہ کی 24 تاریخ
لاہور پورا مہینہ
Like Us On f Alammardarulshifa

چیلنج مریض
شفایاب مریض ∘ بے اولاد ∘ بواسیر
چیلنج مریض
رشید احمد خان عمر 50 سال رحیم یار خان
مجھے بواسیر بادی، فشر تقریباً 7 سال سے تھی، مختلف حکماء، ڈاکٹروں سے علاج کرایا، وقتی فائدہ ہوتا مکمل فائدہ نہ ہوا، کچھ عرصہ بعد پھر تکلیف شدت اختیار کر جاتی، پھر علاج کراتا مگر فائدہ وقتی ہوتا۔ ایک دِن ’’خواتین کا اسلام‘‘ میں حکیم قاری صاحب کا اشتہار پڑھا، رابطہ کیا، لاہور میں ملاقات ہوئی، معاینہ کرایا، مجھے تسلی ہوئی، کچھ سوالات کیے، تسلی بخش جواب دیے، میں مطمئن ہوا، علاج شروع کر دیا، ایک ماہ کھانے کی دوائی سے 8 دِن میں مسے گر گئے، مکمل آرام 40 دِن میں آ گیا۔ اللہ تعالیٰ شکر ادا کیا، اس وقت بہترین زندگی گزار رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاء دی ہے۔
م، ص، ن عمر 22 سال فیصل آباد
مرض مرض ہوتی ہے چاہے کوئی بھی ہو، مگر بواسیر کی مرض سے اللہ کی پناہ!!! مجھے بواسیر خونی عرصہ 12 سال سے تھی، جب سے اس مرض کے بارے میں مکمل معلومات ہوئیں، اس کا علاج شروع کر دیا، مگر وقتی فائدہ ہوتا، مکمل آرام نہ آتا، گھریلو ٹوٹکے اور مختلف ادویات، مختلف حکماء ڈاکٹر حضرات سے علاج کرایا مگر فائدہ ندارد، آخر کار تنگ آ کر حکیم قاری صاحب سے رابطہ کیا، صورتِ حال سے آگاہ کیا اور وقت لیا، لاہور میں حاضر ہوئے، لیڈیز طبیبہ سے معاینہ کرایا، مرض کی کیفیت بہت ۔۔۔۔ مگر حکیم قاری صاحب نے تسلی دی کہ ’’اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ ٹھیک ہو جائیں گی۔‘‘ دوائی لگا دی، ایک ماہ کی دوائی بھی کھانے کی دی، پرہیز بہت سخت بتائی، تمام شرائط پر عمل کیا، مسے 10 دِن میں گر گئے، فشر 20 دِن میں ختم ہوگیا، تمام زخم 40 دِن میں مکمل بند ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت کرم کیا، اب میں تمام کام احسن طریقہ سے سرانجام دے رہی ہوں۔ حکیم قاری صاحب کے لیے خصوصی دعا کراتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاء دی ہے۔

Haft Roza "Khawateen Ka Islam" Regd.No:MC1437

ضروری اعلان

رسائل گھر بیٹھے حاصل کیجیے!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

اطلاعاً عرض ہے کہ بڑھتی ہوئی مہنگائی کی وجہ سے روزنامہ اسلام کے صرف اسلام آباد اور لاہور ایڈیشن کو پہلی جنوری سے بند کردیا گیا ہے، لیکن الحمدللہ مرکزی دفتر کراچی اور ملتان سے بدستور اخبار چھپ رہا ہے، نیز دونوں ہفت روزے بچوں کا اسلام اور خواتین کا اسلام بھی اسی آب وتاب سے اتوار اور بدھ کو شائع ہورہے ہیں!

قارئین جو یہ سطور پڑھ رہے ہیں، ان سے ہماری درخواست ہے کہ وہ اپنے رشتے داروں، دوستوں اور دائرہ بچوں/خواتین کا اسلام کے اُن قارئین کو جنھیں آپ کسی طرح بھی جانتے ہیں اور انھیں رسائل نہیں مل پا رہے، ہاکر انھیں منع کررہے ہیں تو براہِ کرم ہماری نمائندگی کرتے ہوئے اُن تک یہ بات پہنچائیے کہ بالکل پریشان نہ ہوں، دونوں رسائل باقاعدگی سے شائع ہورہے ہیں اور ہر شہر کی ایجنسی کے پاس حسب سابق پہنچ بھی رہے ہیں۔

پھر بھی اگر کسی وجہ سے آپ کی رسائی آپ کے محبوب رسائل تک نہیں ہورہی تو ایک بہت آسان اور سہولت والا طریقہ یہ ہے کہ کراچی دفتر رابطہ کرکے اپنے گھر کے پتے پر دونوں یا کوئی بھی ایک رسالہ سال بھر کے لیے لگوا لیجیے۔

یہ طریقہ بہت آسان بھی ہے اور نسبتاً سستا بھی۔ بازار ہاکر کے پاس جاکر رسالہ خرید لانے میں پھر بھی کچھ وقت اور کرایہ وغیرہ لگتا ہے، جبکہ سالانہ ممبر شپ لینے سے آپ کے رسائل کراچی دفتر سے براہِ راست آپ کے پڑھنے کی میز پر اسی دن بلکہ ایک آدھ دن پہلے ہی پہنچ جاتے ہیں اور وہ بھی کسی قسم کا اضافی خرچ کیے بغیر۔ جی ہاں! دونوں رسائل کی ہوم ڈیلیوری بالکل مفت رکھی جارہی ہے۔ آپ کی طرف سے ڈاک خرچ ادارہ ادا کرے گا۔ آپ صرف شمارے کی قیمت جو چالیس روپے ہے اور سرورق پر لکھی ہوئی ہے، وہ ادا کیجیے اور پورے سال کے باون ہفتے اپنے گھر کی چوکھٹ پر اپنے لاڈلے رسائل کو حاصل کیجیے۔

چالیس روپے فی شمارے کے حساب سے سال کے باون ہفتوں کے کل اکیس سو روپے ہوتے ہیں، آپ سو روپے مزید کم کرتے ہوئے صرف مبلغ دو ہزار روپے فی شمارہ (یا دونوں رسائل کے چار ہزار روپے) ادا کیجیے اور پورے سال گھر بیٹھے رسائل حاصل کیجیے۔

طریقہ کار بہت آسان ہے:

رابطہ نمبر (03213557807) پر ایزی پیسہ کا اکاؤنٹ موجود ہے۔ اسی طرح آپ یہ رقم ہمارے بینک اکاؤنٹ میں بھی جمع کراسکتے ہیں (بینک اکاؤنٹ کی تفصیل ذیل میں دی جارہی ہے)۔ دونوں میگزین کے چار ہزار روپے یا کسی بھی ایک میگزین کے دو ہزار روپے اپنی سہولت کے مطابق ایزی پیسہ کروائیے یا بینک اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کردیجیے، بعدازاں پیسے بھیجنے کی کمپنی رسید اور اپنا مکمل پتا اسی نمبر پر واٹس ایپ کرکے حکم کیجیے کہ آپ کے نام رسائل جاری کردیے جائیں۔ فون پر رابطہ کرنا چاہیں تو اسی نمبر پر علاوہ اتوار، دفتری اوقات صبح نو سے شام چار بجے تک کال بھی کرسکتے ہیں۔

اس ترتیب کے علاوہ اگر آپ ہر ہفتے ہی رسائل خریدنا چاہتے ہیں تو اپنے اپنے شہر کے ہاکر کو بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ آپ کو اخبار مارکیٹ کی ایجنسی سے شمارہ حسب سابق لا کردے۔ اگر ہاکر منع کردے تو شہروں کے ایجنسیوں کے نمبر بھی ذیل میں دیے جارہے ہیں، فون کرکے ان سے منگوا لیجیے۔

لاہور:	شفیق صاحب	(03324776628)
اسلام آباد:	عدنان صاحب	(03005151136)
ملتان:	ملک ایوب صاحب	(03007353405)
کراچی:	اسلم صاحب	(03002125353)

دعا ہے کہ ہمارا آپ کا ساتھ تادیر رہے اور بخیر وعافیت رہے، آمین!

مدیر
روزنامہ اسلام

Account Title: Daily Islam
Bank Account No: 0758-1006122719
Bank Alfalah Nazimabad No 6 Karachi.